MUBASHIR RAHEEM
SAHIL KHAN
Cell: 8686480904
6301956055
RTO WORKS
- LEARNER'S LICENCE (LLR)
- VEHICLE FITTNESS (BRAKE)
- DRIVING LICENCE (DL)
- TRANSFER OF OWNERSHIP
- DRIVING LICENCE RENEWAL
- VEHICLE PERMIT

ہفتہ روزہ
R.N.I.No.APURD/2013/54302
حیدرآباد

فلک نما نیوز
FALAKNUMA NEWS
Urdu Weekly Hyderabad
Editor In Chief: MOHD ATHER RAHEEM

ISLAMIA
GROUP OF INSTITUTIONS
QUALITY EDUCATION
SRT Colony, Yakutpura, Hyderabad - 500023
COURSES OFFERED
JUNIOR: C.E.C | B.I.P.C | M.P.C | M.E.C | A.C.E
DEGREE: B.A | B.Com (Computers) | B.Com (General) | B.Sc | BBA | BCA
P.G: • M.Sc (Applied Nutrition) • M.Sc (Clinical Nutrition) • M.Sc (Nutrition & Dietetics) • M.Sc (Botany) • M.Sc (Maths) • M.A (English) • M.Com
QUALITY EDUCATION BRIGHT FUTURE
LAW: • BA,LLB(5YDC) • BBA,LLB(5YDC) • LLB(3YDC) • LLB(Honors 3YDC) • LLM
EXPERIENCED FACULTY | MODERN INFRASTRUCTURE | SKILL BASED EDUCATION | 100% FOCUS ON YOUR SUCCESS
Contact No.: 9347683872

WEDNESDAY 21 OCTOBER 2026 VOLUME:14 ISSUE :39 Rs.2.00 PAGES 4 چہارشنبہ ۲۱/اکتوبر ۲۰۲۶ء ۹/جمادی الاول ۱۴۴۸ھ جلد (۱۴) شمارہ (۳۹) قیمت ایک روپیہ

گریجویٹ ایم ایل سی نشستوں پر کامیابی کیلئے چیف منسٹر ریونت ریڈی کی حکمت عملی

23 اکٹوبر کو وزراء اور قائدین کے ساتھ اہم اجلاس، فہرست رائے دہندگان پر توجہ مرکوز کرنے کی ہدایت، دسہرہ کے بعد سرگرمیوں میں تیزی

حیدرآباد: چیف منسٹر ریونت ریڈی نے گریجویٹ زمرے کی دو ایم ایل سی نشستوں کے انتخابات میں کانگریس امیدواروں کی کامیابی کو یقینی بنانے ایکشن پلان کی کمان سنبھال لی ہے۔ ریونت ریڈی نے 23 اکٹوبر کو دونوں گریجویٹ حلقوں کے تحت آنے والے 77 اسمبلی حلقہ جات کے انچارج اور مقامی وزراء کے علاوہ ارکان پارلیمنٹ، ارکان اسمبلی، اسمبلی حلقوں کے انچارجس و پردیش کانگریس کمیٹی کے مقرر کردہ آبزرورس کا اجلاس طلب کیا ہے۔ اجلاس میں فہرست رائے دہندگان کی تیاری اور انتخابی مہم کے سلسلہ میں ہدایات دی جائیں گی۔ واضح رہے کہ حیدرآباد، رنگاریڈی اور محبوب نگر اضلاع کے علاوہ نلگنڈہ، کھمم اور ورنگل اضلاع پر مشتمل ایم ایل سی گریجویٹس نشستوں کے انتخابی تیاریوں کا آغاز ہو چکا ہے۔ الیکشن کمیشن نے فہرست رائے دہندگان کی تیاری کا کام شروع کیا ہے اور اہل گریجویٹس کو نام شامل کرنے کی مہلت دی گئی ہے۔ چیف منسٹر ریونت ریڈی نے وزراء اور ارکان اسمبلی کو فہرست رائے دہندگان میں ناموں کی شمولیت پر توجہ مرکوز کرنے کی ہدایت دی ہے۔ باوثوق ذرائع کے مطابق فہرست کی تیاری کی مہم کے آغاز کے باوجود ارکان اسمبلی کی عدم دلچسپی پر چیف منسٹر نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ گزشتہ دنوں صدر پردیش کانگریس مہیش کمار گوڑ کے ساتھ جائزہ اجلاس میں چیف منسٹر نے وزراء اور ارکان اسمبلی کو ہدایت دی تھی کہ وہ اہل گریجویٹس کے ناموں کی شمولیت کو یقینی بنائیں۔ بتایا جاتا ہے کہ دسہرہ تہوار کے فوری بعد گریجویٹس نشستوں کی تیاریوں کا آغاز ہوگا اور چیف منسٹر خود شخصی طور پر نگرانی کریں گے۔ بتایا جاتا ہے کہ کانگریس نے دونوں حلقہ جات کیلئے جن امیدواروں کا اعلان کیا ہے انہیں ارکان اسمبلی سے تعاون حاصل نہیں ہورہا ہے، خاص طور پر نلگنڈہ، کھمم اور ورنگل اضلاع میں پارٹی قائدین کے آپسی اختلافات کے نتیجہ میں پارٹی امیدوار کو دشواریوں کا سامنا ہے۔ پارٹی نے اس حلقہ کیلئے رام ریڈی سروتم ریڈی کو امیدوار بنایا ہے جبکہ حیدرآباد، رنگاریڈی اور محبوب نگر اضلاع پر مشتمل نشست کیلئے ایس رام موہن ریڈی امیدوار ہیں۔ فہرست رائے دہندگان میں کانگریس کے حامیوں کے ناموں کی شمولیت پر توجہ مرکوز کی جارہی ہے۔ پردیش کانگریس کمیٹی کی جانب سے ہر اسمبلی حلقہ کیلئے مبصرین کا تقرر کیا گیا ہے۔ کانگریس ہائی کمان نے بھی دونوں گریجویٹس نشستوں پر کامیابی کے سلسلہ میں قائدین کو واضح طور پر ہدایات جاری کئے ہیں۔ دونوں مخلوعہ نشستوں میں ایک بی آر ایس کی ہے جبکہ دوسرے پر کانگریس کی تائید سے تین مار ملنا نے کامیابی حاصل کی تھی۔ کانگریس برسر اقتدار آنے کے بعد سکندرآباد کنٹونمنٹ اور جوبلی ہلز کے ضمنی چناؤ میں کانگریس کو کامیابی حاصل ہوئی۔ ڈسمبر میں حکومت کے تین سال مکمل ہو رہے ہیں اور چیف منسٹر ریونت ریڈی ایم ایل سی کی جملہ نشستوں پر کامیابی کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں تا کہ آئندہ اسمبلی انتخابات میں پارٹی کا بہتر مظاہرہ رہے۔ ضلعی سطح پر پارٹی کے داخلی اختلافات کو ختم کرتے ہوئے وزراء اور ارکان اسمبلی کو متحدہ طور پر کانگریس امیدواروں کے حق میں کام کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

مولانا آزاد نے کانگریس حکومت میں مسلمانوں کی آواز کیوں نہیں اٹھائی؟

آزاد ہندوستان میں مسلمانوں کی تعلیم، سیاسی نمائندگی اور سماجی انصاف کے حوالے سے ایک اہم تاریخی سوال

تحریر: عرفان جامعہ والا | سماجی انصاف کے قلم کار اور سیاسی مفکر

مولانا ابوالکلام آزاد ہندوستان کی تحریکِ آزادی کی اہم شخصیات میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ انڈین نیشنل کانگریس کے ممتاز رہنما، ہندو مسلم اتحاد کے حامی اور آزاد ہندوستان کے پہلے وزیرِ تعلیم تھے۔ ملک میں جدید تعلیم کے فروغ کے لیے ان کی خدمات کو تاریخی اہمیت حاصل ہے۔ لیکن تاریخ کا مطالعہ صرف عظیم رہنماؤں کی کامیابیوں تک محدود نہیں ہونا چاہیے۔ تاریخ کا اصل مقصد یہ بھی ہے کہ ہم یہ سمجھ سکیں کہ عام لوگوں کی زندگیوں میں کتنی تبدیلی آئی اور ان کے بنیادی مسائل کس حد تک حل ہوئے۔ اسی تناظر میں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے: جب مولانا آزاد کانگریس کے اتنے بڑے رہنما تھے اور 1947 سے 1958 تک ہندوستان کے وزیرِ تعلیم رہے، تو ان کے دور میں مسلمانوں کی تعلیمی، معاشی اور سماجی مشکلات کو دور کرنے کے لیے کیا ٹھوس اقدامات کیے گئے؟ یہ سوال مولانا آزاد کی قومی خدمات کی نفی کرنے کے لیے نہیں، بلکہ آزاد ہندوستان کی سیاسی تاریخ کا غیر جانب دارانہ جائزہ لینے کے لیے ہے۔ 1۔ کیا مسلمانوں کے مسائل اٹھانا فرقہ پرستی تھا؟ آزادی کے وقت ہندوستان تقسیم کے المناک حالات سے گزر رہا تھا۔ فرقہ وارانہ تشدد، ہجرت اور لاکھوں لوگوں کی بے گھری نے ملک کو گہرے زخم دیے تھے۔ ایسے مشکل دور میں مولانا آزاد نے متحدہ ہندوستان اور مشترکہ قومیت کی حمایت کی۔ ان کا یقین تھا کہ ہندوستانی مسلمان اسی ملک کے شہری ہیں اور انہیں دوسرے شہریوں کے ساتھ مل کر ملک کی تعمیر میں حصہ لینا چاہیے۔ یہ ایک اہم سیاسی اور قومی نظریہ تھا۔ لیکن یہاں ایک بنیادی سوال اٹھتا ہے: کیا قومی اتحاد کا مطلب یہ ہے کہ کسی طبقے کے حقیقی مسائل پر خاموشی اختیار کر لی جائے؟ مسلمانوں کے لیے بہتر تعلیم، روزگار کے مواقع، معاشی تحفظ اور مناسب سیاسی نمائندگی کا مطالبہ کرنا فرقہ پرستی نہیں ہے۔ یہ ایک جمہوری معاشرے میں مساوات اور انصاف کے جائز مطالبات ہیں۔ قومی اتحاد اسی وقت مضبوط ہوتا ہے جب معاشرے کے ہر طبقے کو عزت، برابری اور ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہوں۔ 2۔ وزیرِ تعلیم کی حیثیت سے مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کے لیے کیا کیا گیا؟ مولانا آزاد 1947 سے 1958 میں اپنی وفات تک ہندوستان کے وزیرِ تعلیم رہے۔ ان کے دور میں جدید تعلیم، سائنسی تحقیق اور تکنیکی تعلیم کے فروغ کے لیے ادارہ جاتی بنیادیں مضبوط ہوئیں۔ ملک کی تعلیمی ترقی میں ان کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم، یہ سوال بھی اپنی جگہ اہم ہے کہ تعلیم کے میدان میں ہونے والی ترقی کا فائدہ معاشی طور پر کمزور مسلمانوں تک کس حد تک پہنچا۔ مسلمان کوئی یکساں معاشی یا سماجی طبقہ نہیں تھے۔ بہت سے خاندان دست کاری، بنائی، چھوٹے کاروبار، محنت مزدوری اور روایتی پیشوں سے وابستہ تھے۔ غربت، تعلیمی سہولتوں کی کمی اور معاشی مشکلات نے ان کے بچوں کی ترقی کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کیں۔ یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ مولانا آزاد پورے ہندوستان کے وزیرِ تعلیم تھے، صرف مسلمانوں کے نہیں۔ اس لیے ان کی پالیسیوں کا جائزہ اس بنیاد پر ہونا چاہیے کہ انہوں نے مجموعی طور پر تعلیمی مواقع کو کس حد تک وسعت دی اور غریب و محروم طبقات کی ضروریات کو کتنی اہمیت دی۔ اس سوال کا جواب دینے کے لیے اس دور کے سرکاری ریکارڈ، تعلیمی اعداد و شمار اور پالیسیوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ کسی رہنما کی نیت کے بارے میں بغیر ثبوت کے فیصلہ سنانے کے بجائے اس کے اقدامات اور ان کے نتائج کا جائزہ لینا زیادہ مناسب ہے۔ 3۔ کیا مسلم معاشرے کے اندر موجود معاشی اور سماجی عدم مساوات پر توجہ دی گئی؟ ہندوستان میں مسلمانوں کے مسائل پر گفتگو کرتے وقت اکثر پوری آبادی کو ایک ہی طبقہ سمجھ لیا جاتا ہے، حالانکہ حقیقت اس سے مختلف ہے۔ مسلم معاشرے میں بھی آمدنی، تعلیم، پیشے اور سماجی حیثیت کے حوالے سے نمایاں فرق موجود رہے ہیں۔ بہت سے غریب مسلمان خاندان نسل در نسل بہتر تعلیم، مستقل روزگار اور سیاسی نمائندگی کے لیے جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ اس پس منظر میں سوال اٹھتا ہے کہ آزادی کے بعد کانگریس کی قیادت نے مسلم معاشرے کے اندر موجود ان معاشی اور سماجی فرق کو کتنی سنجیدگی سے لیا؟ کیا غریب مسلمانوں، بنکروں، دست کاروں، مزدوروں اور دوسرے محروم طبقات کے مسائل کو سیاسی فیصلوں میں مناسب جگہ دی گئی؟ یہ سوال صرف مولانا آزاد سے نہیں بلکہ اس وقت کی پوری سیاسی قیادت اور بعد کے برسوں میں حکومت کرنے والی جماعتوں سے بھی پوچھا جانا چاہیے۔ البتہ یہ دعویٰ کرنا کہ مولانا آزاد نے جان بوجھ کر غریب مسلمانوں کے مسائل کو دبایا یا ان کی آواز کو خاموش کیا، تاریخی شواہد کے بغیر درست نہیں ہوگا۔ ایک سنجیدہ تاریخی تجزیے میں رہنما کے نظریات، اس کے دور کی حکومتی پالیسیوں اور عام لوگوں کی زندگیوں پر ان پالیسیوں کے اثرات میں فرق کرنا ضروری ہے۔ 4۔ کیا کانگریس اپنی تاریخی ذمہ داری سے بری ہو سکتی ہے؟ آزادی کے بعد کئی دہائیوں تک کانگریس نے مرکزی حکومت کی قیادت کی۔ اس لیے تعلیم، روزگار، اقلیتی بہبود اور سیاسی نمائندگی کے حوالے سے اس کے کردار کا جائزہ لینا ایک جائز تاریخی اور سیاسی سوال ہے۔ کسی بھی سیاسی جماعت کی کارکردگی کا اندازہ صرف اس کی تقریروں اور وعدوں سے نہیں بلکہ اس کے عملی اقدامات سے لگایا جانا چاہیے۔ غریب مسلمان خاندانوں کے لیے تعلیم کے کتنے مواقع پیدا ہوئے؟ روزگار اور پیشہ ورانہ تعلیم تک رسائی بہتر بنانے کے لیے کیا اقدامات کیے گئے؟ کیا معاشرے کے سب سے کمزور طبقوں کو سیاسی اداروں میں مناسب نمائندگی ملی؟ ان سوالات کے جواب سرکاری دستاویزات، بجٹ، تعلیمی اعداد و شمار اور پالیسیوں کے نتائج کی بنیاد پر تلاش کیے جانے چاہییں۔ ساتھ ہی یہ بھی سمجھنا ضروری ہے کہ آزادی کے بعد ملک کو تقسیم کے اثرات، معاشی مشکلات، سماجی امتیاز اور انتظامی مسائل کا سامنا تھا۔ بعد کی حکومتوں کی پالیسیوں نے بھی مسلمانوں کی سماجی اور معاشی صورتِ حال کو متاثر کیا۔ اس لیے ہر مسئلے کی ذمہ داری صرف ایک رہنما یا ایک سیاسی جماعت پر ڈال دینا تاریخ کو ضرورت سے زیادہ سادہ بنا دینا ہوگا۔ 5۔ مولانا آزاد کا احترام اپنی جگہ، سوال اٹھانا بھی ضروری ہے مولانا آزاد کی تحریکِ آزادی، قومی اتحاد اور تعلیم کے فروغ میں خدمات اہم ہیں۔ لیکن کسی تاریخی شخصیت کا احترام کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ اس کے دور کی پالیسیوں اور ان کے نتائج پر سوال اٹھانا چھوڑ دیا جائے۔ کسی رہنما کی خدمات کا اعتراف اور اس کے دور کی خامیوں کا جائزہ ایک ساتھ لیا جا سکتا ہے۔ اگر اس دور میں تعلیمی ترقی کے لیے اہم اقدامات ہوئے تو ان کی کامیابیوں کو تسلیم کیا جانا چاہیے۔ اگر بعض طبقات تعلیمی اور معاشی محرومیوں کا شکار رہے تو ان وجوہات کی تحقیق بھی ضروری ہے۔ تاریخ نہ اندھی تعریف سے مضبوط ہوتی ہے اور نہ بے بنیاد الزام تراشی سے۔ تاریخ کی اصل طاقت شواہد، دیانت دارانہ تحقیق اور مشکل سوالات کا سامنا کرنے میں ہے۔ 6۔ آج بھی اصل سوال کیا ہے؟ آج مسلمانوں کی ترقی پر گفتگو صرف سیاسی نعروں یا نمائشی وعدوں تک محدود نہیں رہنی چاہیے۔ تعلیم، روزگار، معاشی خود کفالت، سرکاری اداروں تک رسائی اور سیاسی نمائندگی ایسے بنیادی مسائل ہیں جن پر عملی پیش رفت ضروری ہے۔ تمام سیاسی جماعتوں سے پوچھا جانا چاہیے کہ انہوں نے مسلم معاشرے کے اندر موجود معاشی اور سماجی عدم مساوات کو کم کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں۔ ان کے دعووں کا جائزہ بجٹ، سرکاری پالیسیوں، تعلیمی اعداد و شمار اور عملی نتائج کی بنیاد پر لیا جانا چاہیے۔ یہی معیار ہر حکومت اور ہر سیاسی جماعت پر لاگو ہونا چاہیے۔ نتیجہ: تاریخ سے سوال کیجیے، مگر ثبوت کے ساتھ مولانا ابوالکلام آزاد ہندوستان کی تحریکِ آزادی اور تعلیمی تاریخ کی ایک اہم شخصیت تھے۔ متحدہ ہندوستان اور قومی اتحاد کے لیے ان کا نظریہ ان کی سیاسی میراث کا اہم حصہ ہے۔ لیکن ان کے کردار سمیت ہر عوامی رہنما کی پالیسیوں، سیاسی نمائندگی اور سماجی انصاف کے حوالے سے تاریخی جانچ کی جا سکتی ہے۔ میرا سوال واضح ہے: کیا آزادی کے بعد قومی اتحاد کے وعدے کو مسلم معاشرے کے غریب اور محروم طبقات کے لیے تعلیم، روزگار، معاشی ترقی اور سیاسی نمائندگی کے حقیقی مواقع میں تبدیل کیا گیا؟ اگر ایسا ہوا تو اس کے شواہد سامنے آنے چاہییں۔ اگر اس عمل میں کمزوریاں رہیں تو انہیں تسلیم کر کے ان سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ مسلمانوں کو صرف وعدوں اور نعروں کی ضرورت نہیں۔ انہیں معیاری تعلیم، روزگار کے مواقع، معاشی تحفظ، عزت اور منصفانہ نمائندگی درکار ہے۔ تاریخ کا مقصد کسی رہنما کی خدمات کو کم کرنا نہیں، بلکہ آزادی کے وعدوں اور عام شہریوں کی حقیقی زندگی کے درمیان موجود فاصلے کو سمجھنا ہے۔ آخر کار اصل سوال یہ نہیں کہ مسلمانوں کے نام پر کتنی تقریریں کی گئیں، بلکہ یہ ہے کہ عملی اقدامات کے نتیجے میں عام مسلمانوں کی زندگیوں میں کتنی بہتری آئی۔

عرفان جامعہ والا
سماجی انصاف کے قلم کار اور سیاسی مفکر

منشیات کو نہ کہیں، زندگی کو ہاں کہیں — مہم کا پوسٹر جاری

میدچل–ملکاجگیری ضلع پولیس کمشنر بی۔ سمتی، آئی پی ایس نے پوسٹر کی رسمِ اجراء انجام دی

میدچل–ملکاجگیری: پروٹیکشن آف لیگل اینڈ ہیومن رائٹس ایسوسی ایشن کی جانب سے منشیات کے خلاف شعور بیدار کرنے کے مقصد سے ”منشیات کو نہ کہیں، زندگی کو ہاں کہیں“ (SAY NO TO DRUGS – YES TO LIFE) مہم کا پوسٹر جاری کیا گیا۔ اس پوسٹر کی رسمِ اجراء میدچل–ملکاجگیری ضلع کی پولیس کمشنر و ڈی آئی جی محترمہ بی۔ سمتی، آئی پی ایس کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ اس مہم کا بنیادی مقصد عوام، بالخصوص نوجوانوں میں منشیات کے مضر اثرات کے تعلق سے شعور بیدار کرنا اور انہیں منشیات سے دور رہنے کی ترغیب دینا ہے۔ اس موقع پر ایسوسی ایشن کے بانی و سی ای او سید عبدالکریم، نیشنل اسسٹنٹ ڈائریکٹر محمد نجیرالدین، اسٹیٹ ڈپٹی ڈائریکٹر (ویمن سیل) بھوانی پرساد ترونا گیری، اسٹیٹ ڈپٹی پریسیڈنٹ (ویمن سیل) کوما را بھوتی منجولا اور ڈسٹرکٹ سکریٹری بالیاہ موجود تھے۔ ایسوسی ایشن کی جانب سے منشیات کے خلاف عوام میں بیداری پیدا کرنے اور نوجوان نسل کو ایک صحت مند، محفوظ اور بہتر مستقبل کی طرف راغب کرنے کے لیے اس طرح کی مہمات کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا۔

رپورٹ: محمد نجیرالدین

دسہرہ تہوار، شہریوں کی بڑی تعداد آبائی مقامات کو روانگی

حیدرآباد۔ وجئے واڑہ شاہراہ پر بھاری ٹریفک، ٹول پلازا پر گاڑیوں کی طویل قطاریں

حیدرآباد۔ دسہرہ تہوار کے لئے اپنے آبائی مقامات کے لئے روانہ ہونے والوں کی بڑی تعداد کے شہر سے روانہ ہونے کے نتیجہ میں قومی شاہراہ نمبر 65 پر بھاری ٹریفک جام ریکارڈ کی جانے لگی ہے۔ دسہرہ تہوار اپنے آبائی مقامات پر اہتمام کے لئے روانہ ہونے والے افراد جو شہر حیدرآباد میں رہا کرتے تھے وہ آج آخری کام کے دن کے ساتھ ہی اپنے اپنے آبائی مقامات کے لئے روانہ ہونے لگے ہیں۔ شہر حیدرآباد اور وجئے واڑہ کو جوڑنے والی شاہراہ پر ریکارڈ کئے جانے والے ٹریفک جام کے سلسلہ میں عہدیداروں نے بتایا کہ اسکولوں و تعلیمی اداروں کو 10 اکٹوبر سے تعطیلات کے آغاز کے ساتھ ہی بڑی تعداد میں شہر حیدرآباد سے مختلف اضلاع بالخصوص پڑوسی ریاست کے لئے روانہ ہونے والے بسوں اور اپنی خانگی گاڑیوں کے ذریعہ روانہ ہو چکے تھے لیکن اب جبکہ سرکاری دفاتر میں بھی آج 17 اکٹوبر کو آخری کام کے دن کی طرح ریکارڈ کیا جا رہا ہے تو سرکاری ملازمین بھی اپنے افراد خاندان کے ذریعہ آبائی مقامات کے لئے روانہ ہو رہے ہیں اسی لئے شہر سے روانہ ہونے والی شاہراہوں پر ٹریفک کے ہجوم دیکھے جانے لگے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ پنتنگی ٹول پلازہ‘ چوٹ اپل منڈل‘ یادادری بھونگیری ضلع پر گاڑیوں کی طویل قطاریں ہونے کے نتیجہ میں شاہراہ پر ٹریفک جام ریکارڈ کی جانے لگی ہے اور سڑک کے دونوں جانب ہزاروں گاڑیوں کے قطار میں ہونے کے سبب منتظمین اور ٹریفک پولیس عہدیداروں کو ٹریفک کو معمول پر لانے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ عہدیداروں نے بتایا کہ چوٹ اپل روڈ پر فلائی اوور کے تعمیری کاموں کے نتیجہ میں بھی ٹریفک کے مسائل کا اس شاہراہ سے گذرنے والوں کو سامنا کرنا پڑ رہا ہے لیکن دسہرہ و دیگر تہواروں کے دوران قومی شاہراہ 65 پر بھاری ٹریفک جام ریکارڈ کی جانے لگی ہے جس کے نتیجہ میں عہدیداروں کو بالخصوص ٹریفک پولیس انتظامیہ کو شاہراہ سے گذرنے والی ٹریفک کے رخ کو تبدیل کرنے کے اقدامات بھی کرنے پڑ رہے ہیں۔ دسہرہ تہوار کی تعطیلات کے اختتام پر بھی قومی شاہراہوں پر اسی طرح کے ٹریفک جام کی صورتحال کا سامنا ہوتا ہے اسی لئے عہدیداروں نے مسافرین کو مشورہ دیا ہے کہ وہ واپسی کی بہتر انداز میں منصوبہ بندی کو یقینی بنائیں۔

جرمنی میں روزگار کے نام پر ٹام کام کی نوجوانوں سے دھوکہ دہی

بھاری رقومات کا حصول، وائٹ پیپر جاری کرنے ہریش راؤ کا مطالبہ

حیدرآباد: بی آر ایس کے سینئر لیڈر اور سابق وزیر ٹی ہریش راؤ نے تلنگانہ اوورسیز میان پاور کمپنی کی جانب سے نوجوانوں کو بیرون ممالک میں روزگار کی فراہمی میں ناکامی کا الزام عائد کیا۔ ہریش راؤ نے اس سلسلہ میں ’سیاست‘ کی خبر کا حوالہ دیتے ہوئے ٹام کام پر تنقید کی۔ نوجوانوں کو بیرون ممالک میں روزگار کی فراہمی کے نام پر قائم کردہ اس ادارہ کی سرگرمیوں پر وائٹ پیپر جاری کرنے کا مطالبہ کیا۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارم X پر ہریش راؤ نے الزام عائد کیا کہ ریونت ریڈی حکومت نے سرکاری ادارہ ٹام کام کو ریاکٹ میں تبدیل کر دیا ہے جس کے ذریعہ جرمنی میں روزگار کے نام پر بیروزگار نوجوانوں کو لوٹا جا رہا ہے۔ سیاست کی خبر کا حوالہ دیتے ہوئے ہریش راؤ نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم X پر لکھا ٹام کام کی جانب سے 15 اضلاع کے 70 تا 75 نوجوانوں سے فی کس 4.10 لاکھ روپئے حاصل کئے گئے۔ امتحان کے انعقاد، ویزا اور دیگر اخراجات کے نام پر 4.5 لاکھ روپئے حاصل کئے گئے لیکن گزشتہ دو برسوں سے ایک بھی امیدوار کو جرمنی روانہ نہیں کیا گیا۔ 24 امیدواروں نے اس سلسلہ میں میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے شکایت کی ہے۔ نوجوانوں کا کہنا ہے کہ وہ غریب خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں اور انہوں نے ملازمت کیلئے مشکل سے رقم انتظام کیا۔ ماں اور بہن کے زیورات کو رہن رکھتے ہوئے اور قرض کے ذریعہ رقم کا انتظام کیا گیا۔ اس رقم پر وہ سود ادا کر رہے ہیں۔ امیدواروں نے B1 جرمن امتحان پاس کر لیا ہے اور انہیں B2 امتحان کی تیاری کی ہدایت دی گئی۔ ہریش راؤ نے ٹام کام کی سرگرمیوں پر وائٹ پیپر جاری کرنے کا مطالبہ کیا۔

تلنگانہ گلوبل سمٹ کا ڈسمبر میں انعقاد، چیف سکریٹری کا جائزہ اجلاس عالمی اداروں کے سربراہوں کی شرکت، سرمایہ کاری کے معاہدات کا امکان

حیدرآباد: چیف سکریٹری سنجے جاجو نے ڈسمبر میں ہونے والے تلنگانہ گلوبل سمٹ کی تیاریوں پر اعلیٰ سطحی اجلاس منعقد کیا۔ اجلاس میں سمیٹ کی تیاریوں کے علاوہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کو مدعو کرنے اور اہم شعبہ جات کے نمائندوں کی شرکت کو یقینی بنانے کا جائزہ لیا گیا۔ چیف سکریٹری نے انوسٹ تلنگانہ گلوبل سمٹ میں قومی اور بین الاقوامی کمپنیوں کے نمائندوں کی شرکت اور دعوت نامے حوالے کرنے سے متعلق تفصیلات حاصل کی۔ انہوں نے کہا کہ 24 اکٹوبر کو حیدرآباد اور 29 اکٹوبر کو نئی دہلی میں گلوبل سمیٹ کی بہتر تشہیر کیلئے مختلف پروگرامس منعقد کئے جائیں گے۔ چیف سکریٹری نے عہدیداروں کو ہدایت دی کہ ایرو اسپیس وڈیفنس ٹکنالوجی سے متعلق اداروں کے سربراہوں کو گلوبل سمٹ میں شرکت کی دعوت دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ اہم صنعتی شخصیتوں کی شرکت کے نتیجہ میں گلوبل سمٹ کے انعقاد کے مقاصد کی تکمیل ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ سال گلوبل سمٹ میں سرمایہ کاری سے متعلق معاہدات پر دستخط کئے گئے اور مجوزہ سمٹ میں بھی بڑے پیمانے پر معاہدات کی امید ہے۔ مختلف ممالک کے سفارتکاروں کو بھی مدعو کیا جارہا ہے۔ فیڈریشن آف انڈین کامرس اینڈ انڈسٹری، اسوسی ایٹیڈ چیمبرس آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے علاوہ کانفیڈریشن آف انڈین انڈسٹری کے نمائندوں کو مدعو کیا جائے گا۔ چیف سکریٹری نے کہا کہ مختلف محکمہ جات کو عالمی ایونٹ کی ذمہ داریوں کو بخوبی مکمل کرنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں محکمہ جات میں بہتر تال میل کا مشورہ دیا گیا۔ قومی اور بین الاقوامی صنعتکاروں کیلئے وسیع تر انتظامات کئے جارہے ہیں۔

طب نبوی میں سنا کے پتوں کی افادیت

کتب احادیث ابن ماجہ اور مستدرک الحاکم کی ایک حدیث کا مفہوم ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:تمہارے لیے سنا اور سنوت (یعنی: شہد) موجود ہیں ان میں ہر بیماری سے شفا ہے سوائے موت کے۔

سنا دراصل سرزمین حجاز کی ایک خود رو نباتات ہے۔جس کی عمدہ ترین قسم مکہ مکرمہ میں پائی جاتی ہے۔ یہ ایک پھول دار پودا ہے جو پیلے اور سفید رنگ کے پھولوں جیسا دکھتا ہے۔ یہ محلہ یا شہر کی کسی بھی دواساز کی دکان پر بآسانی مل جاتا ہے۔سنا مکی ذائقہ میں نمکین اور مزاج میں گرم تر ہوتی ہے، اس کے بےشمار فوائد ہیں۔ اطبا کے مطابق سنا کے استعمال سے فاسد اور غلیظ مادے جسم سے خارج ہو جاتے ہیں اور جسم تندرست ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اگر کسی بیمار شخص کو یہ پتے استعمال کرائے جائیں ، تو مریض اس مرض سے بازیابی میں مدد حاصل کر سکتا ہے۔سنا مکی خون صاف کرتی ہے اور پیٹ کے کیڑے مار دیتی ہے۔قبض سے چھٹکارا دلاتی ہے۔

دل کو مضبوط کرتی ، بدن کی تھکاوٹ دور کرتی اور عضلات کو چست بنا دیتی ہے۔ بالوں کو گرنے سے بچاتی ہے۔

اس کا جوشاندہ اس کے سفوف سے زیادہ فائدہ مند ہوتا ہے۔ اس لیے سنا کو ثابت استعمال کرنا مناسب نہیں بلکہ اس کے جوشاندہ میں گلاب کے پھول اور روغنِ بادام ملا لینا زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ جن لوگوں کو پیٹ میں درد یا سوجن ہو ، آنتوں میں رکاوٹ ہو، السر، اپینڈکس یا بواسیر کی بیماری لاحق ہو انہیں سنا کے پتے استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ اسی طرح دست و اسہال کے مریض کو بھی چاہیے کہ وہ سنا کے پتوں کا استعمال قطعاً مت کرے۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین اگر سنا کے پتوں کی کم سے کم مقدار استعمال کریں تو اس کے سائیڈ ایفکٹس سے محفوظ رہیں گی۔

امریکہ کے ایک تحقیقی ادارہ این سی بی آئی (نیشنل سنٹر فار بائیوٹیکنالوجی انفارمیشن) کی ویب سائٹ پر شائع ہونے والی ایک تحقیق میں کہا گیا ہے کہ سنا کے پتے بہت سے طبی مسائل کے گھریلو علاج کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ سنا کے پتوں کے ذریعے بنائی جانے والی ہربل چائے کا استعمال وزن کم کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

ساٹھ فیصد امریکی نوعمر لڑکیاں مایوسی اور ناامیدی کا شکار ہیں: تحقیق

درجنوں تحقیقی مطالعوں سے یہ بات سامنے چکی ہے کہ امریکی نوجوان بحران کا شکار ہیں، انہیں ذہنی صحت کے ایسے چیلنجز کا سامنا ہے جن کی اس سے قبل کوئی نظیر موجود نہیں اور جو خاص طور پر نوعمر لڑکیوں پر بوجھ ڈال رہے ہیں۔سب سے زیادہ واضح اعداد وشمار میں بیماریوں کے کنٹرول اور روک تھام کے سینٹرز (سی ڈی سی) کی ایک حالیہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ تقریباً 60 فیصد امریکی لڑکیوں میں مسلسل اداسی اور ناامیدی پائی گئی ہے۔لڑکوں میں بھی اس کی شرح بڑھ رہی ہے، لیکن لڑکیوں کے مقابلے میں وہ اس سے تقریباً نصف متاثر ہوئے ہیں۔بالغوں کے اس بارے میں اپنے نظریات ہیں، لیکن نوعمر خود کیا کہتے ہیں؟ کیا سوشل میڈیا ان کی پریشانیوں کی جڑ ہے؟ کیا ان کے مرد ساتھی کسی طرح ان مسائل سے مستثنیٰ ہیں، یا وہ مسئلہ کا حصہ ہیں؟ ایسوسی ایٹڈ پریس نے اس سلسلے میں چار ریاستوں میں پانچ لڑکیوں کے انٹرویو کیے اور موضوع کی حساسیت کے پیش نظر صرف ان کے نام کا پہلا حصہ شائع کرنے پر اتفاق کیا۔ ان نوعمر لڑکیوں نے انٹرویو کے دوران بعض اوقات سنجیدگی اور بعض مواقع پر حیرت انگیز سمجھ اور بصیرت کا مظاہرہ کیا۔

امیلیا، کا تعلق ریاست الی نوائے سے ہے۔ وہ گانا پسند کرتی ہے اور سرجن بننا چاہتی ہے، وہ کہتی ہے،"ہم بہت مضبوط ہیں اور ہم بہت کچھ سے گزرتے ہیں"۔ لیکن اسے ڈپریشن اور پریشانی بھی ہے۔حکومتی رپورٹ میں سروے کیے گئے امریکی ہائی اسکول کی 13 فیصد لڑکیوں کی طرح، وہ خودکشی کی کوشش سے بچ جانے والی لڑکی ہے۔ 2020 کی اس کوشش کے بعد اسے تھراپی کے بعد اسپتال میں داخل ہونا پڑا تھا۔لیکن امیلیا کو اسکول کے ایک لڑکے کی طرف سے غنڈہ گردی، زہریلی دوستی اور دھمکی آمیز دھمکیوں کا بھی سامنا رہا جس نے کہا تھا کہ وہ "ریپ کی مستحق ہے"۔سی ڈی سی کی رپورٹ کے مطابق ہر 10 میں سے ایک سے زیادہ لڑکیوں نے کہا کہ انہیں جنسی تعلقات پر مجبور کیا گیا۔ حکومت کی جانب سے تواتر کے ساتھ کیے جانے والے سروے میں پہلا اضافہ نوٹ کیا گیا۔جنسی دھمکیاں ان پریشرز میں سے صرف ایک ہیں جن کا سامنا نوعمر لڑکیوں کو کرنا پڑتا ہے۔

امیلیا نے کہا کہ "ہم ایک ایسی دنیا میں زندہ رہنے کی کوشش کر رہے ہیں جو ہمیں کھا جانے پر تلی ہوئی ہے"۔ایما، جارجیا میں ایک 18 سالہ آرٹسٹ ہیں، جو توجہ مرکوز کرنے میں کمی کے عارضے اور کبھی کبھار ڈپریشن کا شکار ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ماہرین تعلیم اور کالج کے بارے میں فکرمندی تناو※ ٔ کی ایک بڑی وجہ ہیں۔ایما نے مزید کہا کہ " میں اور میرے دوست سب ہی کو احساس ہے کہ ہرکوئی دنیا کے دباو※ ٔ اور سماجی مسائل سے تھک گیا ہے اور یہ فکر کہ مستقبل میں وہ کہاں جانے والے ہیں، یہ تمام چیزیں جمع ہو کر آخرکار آپ کو توڑ دیتی ہیں"۔زوئی نے کہا، "اسکول اعصاب شکن ہوسکتا ہے اور آپ کی دماغی صحت کو اتنا متاثر کرسکتا ہے کہ آپ اس وقت تک اسے پہچان بھی نہیں پاتے، جب تک کہ آپ اس جگہ پر نہ ہوں جہاں آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کو کیا کرنا ہے"۔اپنی کلاس میں واحد سیاہ فام بچی ہونے کی احساس کے ساتھ زوئی کے لیے کسی دوست کی تلاش بھی ایک ایسی جدوجہد تھی جو گہری افسردگی میں ختم ہوئی۔

دنیا کی تباہی کے پانچ پیش خیمے اور ہماری غفلت

محمد علم اللہ

ہمارے یہاں ایسے متعدد مسائل ہیں جن پر یا تو ہماری توجہ نہیں ہوتی یا ہم قصداً انہیں نظر انداز کرتے ہیں، حالاں کہ ترقی یافتہ قومیں بہت پہلے سے ان پر غور و خوض کر کے آنے والی نسلوں کو مستقل ان سے آگاہ کرنے میں مصروف عمل ہیں، اس سلسلہ میں ہم آج ان ہی پانچ اہم مسائل پر گفتگو کریں گے، اگرچہ دونا گفتہ بہ حالات یعنی کورونا وائرس وبائی بیماری اور روس-یوکرین کی جنگ نے عالمی ماحولیات اور سیاسی نظام کو ہلا کر رکھ دیا ہے، لیکن کچھ اہم میگا ٹرینڈز (بڑے رجحانات) جو بحر اوقیانوس اور ایشیا پیسیفک کے درمیان دشمنی کی شکل دیتے ہیں وہ اب بھی بین الاقوامی ایجنڈے میں شامل ہیں۔

پہلا" ہائپرسونک ڈیجیٹائزیشن" ہے۔ جس کی بنیاد ہر چیز کا انٹرنیٹ پر ہونا ہے،اسے ایک سافٹ ویئر اور ہارڈویئر انقلاب بھی کہا جا سکتا ہے، جس کا پھیلاؤ مصنوعی ذہانت (آرٹیفیشل انٹلی جنس) سے لے کر کوانٹم کمپیوٹرز تک، ذہین آلات سے لے کر سینسرز تک، کرپٹوکرنسی سے لے کر بلاک چین تک اور پہننے کے قابل ٹیکنالوجیز اور صارف دوست اپلی کیشن تک تقریبا ہر جگہ ہے۔

دوسرا ہے" پائیدار ترقی اور نیا ابھرتا ہوا متوسط طبقہ" جس میں خاص طور پر ایشیا اور افریقہ میں ابھرتے ہوئے نئے متوسط طبقہ نے بہتر حالات زندگی کے لیے پائیدار ترقی کی بنیاد پر توقعات میں اضافہ کیا ہے، پائیدار ترقی کا نقطہ نظر ایک مضبوط میگا ٹرینڈ (بڑا رجحان) ہے، ہمیں اس سے متعلق تیسرے میگا ٹرینڈ"سبز اور اسمارٹ تبدیلی"کو بھی یاد رکھنا چاہیے، سطح اور زیر زمین وسائل، جو ہماری لامحدود ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ضروری سامان اور وسائل کے لیے ناگزیر ہیں، اب دنیا کی 8 ارب سے زائد آبادی کے لیے اور بھی ناکافی ہیں، اس وجہ سے ہمیں سبز توانائی، صفر فضلہ اور خالص صفر کاربن پر مبنی عمل پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔

ہمیں ایک ایسے عمل پر بھی توجہ مرکوز کرنے کی حاجت ہے جس میں روزمرہ کی زندگی کے ہر مرحلے اور ہر لمحے، اشیاء اور خدمات کی پیداوار، ذہین انتظام کی بنیاد پر کی جائے، ایسا نہ کرنے کی صورت میں ہم یا تو سبز اور اختراعی تبدیلی کو ایک میگا ٹرینڈ کے طور پر قبول کریں گے، یا زمین کے درجہ حرارت میں 5.1 ڈگری سیلسیس (2. 7 ڈگری فارن ہائیٹ) سے بڑھنے اور اسے ناقابل تلافی تباہی میں گھسیٹنے سے روکنے میں ناکام رہیں گے، اگر ہم اسے روک نہیں سکتے تو دنیا جس میگا ٹرینڈ سے نمٹ رہی ہے وہ سبز تبدیلی نہیں بلکہ موسمیاتی تبدیلی ہوگی، جس نے خشک سالی سے لے کر بڑے طوفانوں تک زمین کے ہر حصے کو خاصا نقصان پہنچایا ہے اور تیزی سے، مستقل بنیادوں پر اسے تباہ کر رہا ہے۔

چوتھا ہے"نقل و حرکت اور نئی انقلابی نسل" دو عالمی جنگوں اور سرد جنگ کی جنریشن، جسے ہم برقی نسل کہتے ہیں، تہذیب کی تاریخ میں محدود نقل وحرکت کے ساتھ ایک ایسی گروہ کے طور پر جس میں سے ایک قابل ذکر فیصد نے اپنی پوری زندگی اپنے وطن یا ملک سے کسی دوسری جگہ سفر کیے بغیر گزاری ہے، یہاں تک کہ اپنے آباد علاقے سے کہیں منتقل ہوئے بغیران کی زندگی گذری ہے، تاہم اس سے قبل والی نسل کے بارے میں ایسا نہیں کہا جاسکتا، ہمارے سامنے نئی متحرک نسلیں ہیں جو بہتر تعلیم یا ملازمت کے مواقع اور بہتر طرز زندگی حاصل کرنے کے لئے شہروں اور دیگر ممالک کی طرف ہجرت کرتی رہی ہے۔

مزید برآں، یہ نسل بہتر معیار زندگی کے لیے اپنے ملک کی سماجی اور کاروباری زندگی میں انقلابی تبدیلیوں کا مطالبہ کرتی ہے، وہ دور سے کام کرنا چاہتی ہے، دفاتر میں پھنسنا نہیں چاہتی، ان شہروں میں زیادہ خوشحال ثقافتی زندگی کا مطالبہ کرتی ہے جس میں وہ رہتی ہے اور نقل وحرکت سے نہیں ڈرتی، لہذا یہ ایک ایسی نسل ہے جو گھر اور کار کی ملکیت کے لیے پچھلی نسلوں کے مقابلے میں بہت کم خواہش یا چاہ رکھتی ہے، اس کے بجائے یہ شہروں میں سائیکل اور اسکوٹر استعمال کرنا چاہتی ہے، یہ ساری چیزیں ہمیں ایک نئے عالمی میگا ٹرینڈ کی طرف لے جاتی ہیں جو دو براعظموں، خاص طور پر ایشیا اور افریقہ پر حاوی ہوتا نظر آرہا ہے، جہاں دنیا کی 83 فیصد آبادی مستقبل میں بسے گی۔

پانچواں میگا ٹرینڈ ابھرتی ہوئی معیشتوں میں"شہری کاری پر مبنی مقامی ترقی"کی تحریک ہے، جب اربنائزیشن (شہریت) کی بات آتی ہے تو صرف شہروں کے بارے میں سوچنا مناسب نہیں،اب نئی نسل بھی اپنے قصبوں اور دیہاتوں میں نئے وسائل پر مبنی مقامی ترقی کا نقطہ نظر رکھتی ہے، وہ گاؤں یا قصبوں سے شہروں کی طرف ہجرت نہیں کرنا چاہتی، ان کی خواہش ہے کہ ان کے پاس قابل قبول معیار زندگی آئے اور اس کے اپنے علاقہ میں ہی اسے سب کچھ ملے۔

یہ اسمارٹ اربنائزیشن(ذہین شہریت) پر مبنی مقامی ترقی چار اہم عناصر پر مبنی ہے، پہلا شہر کا معیار زندگی ہے،یہ وہ عنصر ہے جس کی جانب پر نئی نسل سب سے زیادہ متوجہ ہے وریہ بے جا بھی نہیں ہے کہ انہوں نے ایک ٹھوس اور پائیدار تعلیم اور صحت کے بنیادی ڈھانچے کی تعمیر کو ترجیح دی ہے۔

دوسرا عنصر شہر کی معیشت اور تجارتی صلاحیتیں اور ڈیزائنر اور برانڈ پر مبنی شہر بننے کی صلاحیت ہے، تیسرا عنصر اس کی ماحولیاتی استحکام کی صلاحیت ہے جو صفر فضلہ اور صفر خالص کاربن پر مرکوز ہے،چوتھا عنصر شہر تک رسائی اور شہر کی نقل و حرکت ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کے بڑے شہروں کے درمیان ذہین نظاموں اور جدید ٹیکنالوجی کے حوالے سے عالمی مقابلہ ان ہی موضوعات پر ہوگا۔

ہندوستان جیسے ملک میں جہاں ہر قدم پر ایک الگ قوم اور معاشرہ بستا ہے، ان مسائل پر مزید سنجیدگی سے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے لیکن افسوس ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے منصوبہ بندی اور غور وفکر کرنا ہی چھوڑ دیا ہے، ہم کسی ایسے جادو کے انتظار میں ہیں کہ سب کچھ ایک دن خود ٹھیک ہوجائے گا اور ہم سب امن وسکون کی بنسی بجائیں گے، یاد رہے ایسا دنیا میں کبھی نہیں ہوتا اس کے لئے منصوبے بنانے ہوتے ہیں، خلوص اور دیانت داری درکار ہوتی ہے، کیا ہم ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں، یہ سوال ہم آپ پر چھوڑتے ہیں۔

دوسروں کی ذاتی زندگی میں جھانکتی سوشل میڈیا کی آنکھ

زیز احمد تسلیم

اس حقیقت سے قطعی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دور جدید میں روٹی ، کپڑا اور مکان کی طرح سوشل میڈیا بھی ضروریات زندگی کا اہم جزو بن چکا ہے۔کام کے مقامات سے لے کر تعلیمی اداروں تک اور ذاتی زندگی سے لے کر سماجی تعلقات تک ہر جگہ سوشل میڈیا کا اثر نمایاں طور پر دیکھا جا رہا ہے، لیکن تشویش کی بات یہ ہے کہ اب یہ ہمارے گھروں کی دہلیز تک بھی پہنچ چکا ہے۔

سوشل میڈیا کا مقصد لوگوں کو جوڑنا اور معلومات فراہم کرنا تھا لیکن آج یہ ایک ایسا پلیٹ فارم بن چکا ہے جہاں ہر شخص دوسرے کی زندگی میں جھانکنے اور اسے موضوع بحث بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ہمارے گھروں کی چار دیواری جو ہمیشہ سے نجی زندگی کا محافظ سمجھی جاتی تھی اب سوشل میڈیا کی"آنکھ" کے سامنے بے نقاب ہو رہی ہے۔حال ہی میں ایک افسوسناک پیش آیا جہاں ایک شخص اپنے گھر میں تولیہ باندھے ہوئے تھا اور اس کا خفیہ طور پر ویڈیو بنا کر سوشل میڈیا پر وائرل کر دیا گیا۔ نتیجہ میں اس ویڈیو نے نہ صرف اس شخص کی زندگی کو مشکل میں ڈال دیا بلکہ یہ واقعہ مار پیٹ اور تشدد کا بھی سبب بنا۔ لوگوں نے اس کی پٹائی کر دی۔ یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا کسی کو اپنے گھر میں اپنی مرضی کا لباس پہنے کا حق بھی حاصل نہیں ہے؟ اور تعجب کی بات یہ ہے کہ کسی کے گھر کے اندر جھانکنے والے کو سبق سکھانے کے بجائے لوگ اس شخص کو ہی مار پیٹ کرتے نظر آئے جو اپنے گھر میں اپنی مرضی کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اسے اخلاقی پستی نہیں تو اور کیا کہا جائے؟

قانون اور اخلاقیات کے مطابق ہر فرد کو اپنی نجی زندگی جینے کا پورا پورا حق حاصل ہے لیکن سوشل میڈیا پر لوگوں کی ذاتی زندگیوں کو اچھالنا اور انہیں شرمندہ کرنا نہ صرف اخلاقی اقدار کی خلاف ورزی ہے بلکہ قانونی طور پر جرم بھی ہے۔ سوشل میڈیا کے استعمال کو مثبت اور تعمیری انداز میں فروغ دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ لوگوں کو یہ سمجھانا ہوگا کہ دوسرے کی نجی زندگی میں مداخلت کرنا غیر اخلاقی اور غیر قانونی ہے۔ ہم سب کو سوشل میڈیا کے استعمال میں ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔

کسی بھی مواد کو شیئر کرنے سے پہلے سوچنا ہوگا کہ آیا یہ دوسرے کی زندگی کو متاثر تو نہیں کرے گا؟ ہمیں سیکھنا ہوگا کہ کسی کی ذاتی زندگی پر تبصرہ کرنے یا اسے وائرل کرنے سے پہلے اس کے نتائج کا جائزہ لیں۔سوشل میڈیا کی آزادی کے ساتھ ذمہ داری کا مظاہرہ بھی ضروری ہے۔نجی زندگی کا احترام اور تحفظ ہر انسان کا بنیادی حق ہے چاہے وہ گھر کے اندر ہو یا باہر۔ہمیں اپنی اخلاقی اور قانونی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے سوشل میڈیا کا استعمال کرنا چاہیے۔ لیکن ان دنوں اس کا فقدان دیکھا جا رہا ہے۔یہ بات قابل غور ہے کہ سوشل میڈیا پر موجود ہر فرد کی زندگی اب کسی حد تک عوامی بن چکی ہے۔ آپ جو کچھ بھی کرتے ہیں، چاہے وہ آپ کی ذاتی زندگی سے متعلق ہو، وہ کسی نہ کسی شکل میں عوام کے سامنے آ ہی جاتا ہے۔ جب آپ ایک تصویر شیئر کرتے ہیں یا کوئی ویڈیو اپ لوڈ کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے ذاتی لمحوں کو دنیا کے سامنے رکھ دیا ہے۔ یہ عمل آپ کی پرائیویسی کے لیے خطرہ بن سکتا ہے۔

یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ سوشل میڈیا کے بڑھتے ہوئے استعمال نے لوگوں کی ذاتی زندگی کو ایک کھلی کتاب بنا دیا ہے۔ جہاں ایک طرف لوگ اپنی خوشیاں، غم ، اور ذاتی لمحات دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں وہیں دوسری طرف ان کی پرائیویسی ختم ہو رہی ہے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ آج کل سوشل میڈیا پر آپ کے ہر پیغام، ہر سرگرمی اور ہر پوسٹ کو انتہائی تفصیل سے ٹریک کیا جا سکتا ہے۔ کوئی بھی شخص آپ کی سرگرمیوں کا تجزیہ کرسکتا ہے چاہے وہ آپ کے دوست ہوں یا کوئی اجنبی۔

یہ معاملہ اس حد تک سنگین ہو چکا ہے کہ آپ کی ذاتی زندگی کے چھوٹے چھوٹے پہلو بھی لوگوں کی نظر میں آ سکتے ہیں۔ سوشل میڈیا پر اگر چہ ہم اپنی ذاتی زندگی کو دنیا سے شیئر کرنے کے لئے آزاد ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا خطرہ بھی لاحق ہوتا ہے۔ ہماری جانب سے اپنی ہی تفصیلات سوشل میڈیا پر اپ لوڈ کرنے کا تاریک پہلو یہ بھی ہے کہ کوئی بھی آپ کی ذاتی معلومات، تصاویر یا ویڈیوز کا غلط استعمال کرسکتا ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار ایسے لوگ بھی ہیں جو فرضی اکاؤنٹس بنا کر سوشل میڈیا پر آپ کی زندگی کا پیچھا کرتے ہیں اور اس کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور آپ سائبر دھوکہ دہی کا شکار ہو سکتے ہیں۔ان دنوں ویڈیوز بنا کر بلیک میل کرنے کا رجحان خطرناک حد تک بڑھ گیا ہے۔ سوشل میڈیا کی آزادی اور ہر کسی کے پاس موبائل فون اور انٹرنیٹ کی دستیابی نے اس رجحان کو ہوا دی ہے۔ کچھ لوگ دوسروں کی نجی زندگی میں مداخلت کرتے ہیں ان کے ویڈیوز بناتے ہیں اور پھر ان ویڈیوز کو بلیک میلنگ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ عمل نہ صرف غیر قانونی ہے بلکہ انتہائی غیر اخلاقی بھی ہے۔

انشائیہ: اماں لڑکی ڈھونڈ رہی ہیں

اماں لڑکی ڈھونڈ رہی ہیں

صدف جمال

ذیشان کی اماں لڑکی ڈھونڈ رہی ہیں اور مسلسل کئی برسوں سے ڈھونڈ رہی ہیں۔ اماں بہت سیدھی ہیں اسی لئے ان کی کوئی خاص فرمائش نہیں، پھر بھی لڑکی لمبی ہونی چاہیے اور موٹی تو بالکل بھی نہ ہو، رنگت صاف ہو ، چہرے کے نقوش دلفریب ہوں اور بال ، بال تو ان کے خاندان میں سب کے ریشمی ہیں تو ظاہر سی بات ہے کہ اس کے بھی ہوں۔لڑکی میں نزاکت ہو، چال ہرنی جیسی ہو، بولی کوئل جیسی ہو، زیادہ خوبصورت نہ سہی پر محفل میں قابل دید تو ہو ہی۔

اماں کے بیٹے کی خواہش ہے کہ اس کی دلہن پرانے زمانے کی مشہور اداکارہ مدھوبالا جیسی دکھتی ہو ،اور ہاں پڑھی لکھی ضرور ہونی چاہیے زیادہ نہیں تو بی اے پاس ہی ہو پر نوکری پیشہ بالکل بھی نہ ہو، اللہ توبہ، اللہ توبہ ان کے خاندان کی بہویں نوکری تھوڑی کرتی ہیں۔

لڑکی سگھڑ ہو، گھرداری جانتی ہو، ہاتھ میں ذائقہ اور کام میں پھرتی ہو، دس طریقوں سے چائے بنا لیتی ہو، پندرہ طریقوں سے دودھ ابال لیتی ہو، پانی گرم کرنے کا بھی سلیقہ ہو، خالص نمک مرچ کی چٹنی جتنی بار پیسے اتنے ذائقوں کی ہو، کھچڑی بنائے تو بریانی معلوم ہو، سادے چاول شاہی چاول کی طرح بنائے، روٹیاں ایسی ہوں کی منہ میں جاتے ہی گھل جائیں، ہر دال گیارہ گیارہ طریقوں اور ذائقوں سے بنا لیتی ہو، توری کی سبزی تیار کر دے تو اس میں بھنڈی، لوبیا، آلو کٹہل ہر سبزی کی لذت آ جائے۔

اس کے بنائے گوشت والی ڈشوں کی مہک پورے خاندان میں پھیلی ہوئی ہو ، فضول خرچی تو بالکل نہ کرے۔ چالیس روپے میٹر والا کپڑا منگا کر تین چار جوڑے بنا لے اور زیادہ نہیں تو ایک سال ان سے کام تو چلایا ہی جا سکتا ہے۔ سردیوں میں دلایا گیا ایک شال پانچ سالوں کے لئے کافی ہو جائے۔

باہر کے کھانے اور گھومنے کی بالکل بھی عادی نہ ہو ، گھر کے باقی کاموں میں اتنی تیزی تو بنتی ہی ہے کہ چٹکیوں میں جھاڑو کر دے، برتن کپڑے دھو دھلا کر گھر کو اچھے سے ترتیب دے دے۔

اس کے ساتھ ہی لڑکی مہمان نواز اور با شعور ہونی چاہیے اور فرمانبردار بس اتنی سی ہو کہ ادھر آواز لگائی اور ادھر چراغ کے جن کی طرح جی اماں کوئی کام کہتی ہوئی حاضر ہو جائے۔ اس کے ساتھ ہی زبان میں چاشنی ہو ،لہجہ نرم ہو، اتنی دھیرے دھیرے بات کرے بات سننے کے لئے کان منہ میں لگانا پڑے، نظریں ہمیشہ جھکا کر کھڑی ہو، گھر میں کبھی کوئی بات ہو تو پل بھر میں بھول جائے آج کل کی لڑکیوں کی طرح زبان درازی پر نہ اتر آئے۔

پھر چھوٹی چھوٹی باتیں اپنے ماں باپ تک پہنچانے والی بہوؤں سے تو اماں کو چڑ ہے، سلائی کڑھائی بھی جانتی ہو، گھر کے پرانے پردوں سے اچھا خاصا شلوار قمیص تیار کر لے۔

ساتھ ہی ان کے بیٹے کی خوب خدمت کرے اس کی ہر آواز پر لبیک کہے، اس کی عزت کرے ،آخر شوہر کی خدمت بیوی کا اولین فریضہ جو ہے۔ اماں کے بیٹے کو بھی خدمت گزار، ہر بات پر جی حضور جی حضور کرنے والی نیک بیوی چاہیے، اب گھر میں لگے آم کے پیڑ سے اس کے لئے امرود توڑ کر تو لا ہی سکتی ہے۔

ویسے اماں چاہتی ہیں کہ لڑکی والوں کا گھر اچھا بنا ہو ، لوگ خاندانی ہوں اور ، بارات کا استقبال تو شاندار بنتا ہی ہے بھئی معاشرے میں ان کی بھی کوئی عزت ہے اگر کسی سے بھی منہ اٹھا کر شادی کر دی تو خاندان والے مذاق بنائیں گے۔ اور بات بھی صحیح ہے ان لوگوں نے تو بڑے بڑے رئیس زادوں کے گھر سے اپنے بیٹوں کی شادیاں کی ہیں اماں تو پھر بھی ان کے مقابلے کچھ نہیں ڈھونڈ رہیں، وہ تو جہیز بھی نہیں مانگتیں بس اتنا کہتی ہیں کہ لڑکی والے اپنی مرضی سے اپنی بیٹی کو جو دے دیں، اب چاہے دو پہیا دیں یا چار پہیا یہ ان کی خود کی مرضی ہے ورنہ انہیں تو ایک کٹوری بھی نہیں چاہیے اور ویسے بھی دینے والے دیں گے تو اپنی بیٹی کو دیں گے اماں کو ان کے دئے جہیز سے کون سا آرام اٹھانا ہے۔ خیر یہ تو اماں کی شرافت ہے، ورنہ آج کل کون ایسی سوچ رکھتا ہے۔

اماں کو تو بس انہیں تھوڑی بہت خصوصیات والی بہو چاہیے۔ پر اماں اور اماں کے لال کی قسمت ہی خراب ہے کہ لڑکی نہ ہوئی جن زادی ہوگئی جو مل ہی نہیں رہی۔

سائنس وٹیکنالوجی: جڑواں اصطلاح مگر دونوں میں کافی فرق

سائنس ایک منظم طریقۂ کار کے تحت کسی بات کو جاننے یا اس کا علم حاصل کرنے کو کہا جاتا ہے۔ ٹیکنالوجی، سائنس اور معلومات کے فنی اور عملی استعمال کو کہا جاتا ہے۔ سائنس کا ہدف سائنسی معلومات کا حصول ہوتا ہے جبکہ ٹیکنالوجی کا ہدف ایسی مصنوعات تیار کرنا ہوتا ہے جو مسائل کو حل کرنے اور انسانی زندگی کو بہتر بنانے کیلئے استعمال ہوتی ہیں۔ بالفاظ دیگر ٹیکنالوجی، سائنس کا عملی استعمال ہے۔

سائنس ایک منظم طریقۂ کار کے تحت کسی بات کو جاننے یا اس کا علم حاصل کرنے کو کہا جاتا ہے۔ ٹیکنالوجی، سائنس اور معلومات کے فنی اور عملی استعمال کو کہا جاتا ہے۔ سائنس کا ہدف سائنسی معلومات کا حصول ہوتا ہے جبکہ ٹیکنالوجی کا ہدف ایسی مصنوعات تیار کرنا ہوتا ہے جو مسائل کو حل کرنے اور انسانی زندگی کو بہتر بنانے کیلئے استعمال ہوتی ہیں۔ بالفاظ دیگر ٹیکنالوجی، سائنس کا عملی استعمال ہے۔

سائنس کیا ہے؟

سائنس ایک منظم طریقۂ کار کے تحت کسی بات کو جاننے یا اس کا علم حاصل کرنے کو کہا جاتا ہے۔ مطالعہ کرکے کسی چیز کے بارے میں جاننا یا ایسی کوشش کرنا ہی سائنس ہے۔ انگریزی میں سائنس کا لفظ لاطینی زبان اور اسے قبل یونانی سے آیا ہے جس کا مطلب ہے الگ کرنا، چاک کرنا۔ سائنسی مطالعے کا سلسلہ زمانہ قدیم سے جاری ہے، اور زمانے کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ اور بہتری ہوتی رہی ہے۔ اسی مطالعہ نے سائنس کو اس کی آج کی موجودہ شکل عطا کی ہے۔ سائنس، سائنسی علم پیدا کرتی ہے۔ اس کی وضاحت تمام ایسے علم کے طور پر کی گئی ہے جو سائنسی طریقہ کار کے ذریعہ حاصل کئے گئے ہیں، یعنی منظم مشاہدے اور تجزیہ کے ذریعے۔ ان کے نتیجے میں، سائنسی علم معقول اور درست نتائج پیش کرتا ہے جن کا تجربہ کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا سائنسی علوم کی اہمیت کا مقصد ٹیکنالوجی کی تشکیل دینا یا اسے مکمل بنانا ہے۔ خیال رہے کہ مستقبل کے سائنسدانوں نے ہمیشہ گزشتہ سائنس دانوں کے مشاہدات و تجربات کو سامنے رکھ کر پیش گوئیاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کی پیشین گوئیوں کی مدد سے نت نئی چیزیں دریافت کی جاتی ہیں۔ درج ذیل نکات کے ذریعے سائنس اور ٹیکنالوجی کے فرق کو سمجھا جاسکتا ہے۔

سائنس کا مطلب ہے کسی نامعلوم بات کے بارے میں جاننا، جیسے پانی کا رنگ نیلا کیوں ہے؟ بادل سے پانی کیوں برستا ہے؟ زمین گول کیوں ہے؟ چاند، رات میں کیوں نکلتا ہے؟ کوئی بھی چیز زمین ہی پر کیوں گرتی ہے؟ زمین کیوں گھومتی ہے؟ وغیرہ۔ ایسے سوالات کے جوابات جاننے کے علم کو سائنس کہا جاتا ہے۔

تجربات اور مشاہدات کے ذریعے مسلسل نئی معلومات حاصل کرنا سائنس کا ایک اہم مقصد ہے۔

سائنس کی ایک اہم بات یہ ہے کہ معلومات، حاصل شدہ اعداد وشمار اور تھیوریز کی رو سے بالکل درست نتائج حاصل کئے جاتے ہیں۔

سائنس کا مقصد فطرت یا قدرت کے متعلق علم حاصل کرنا ہے۔ فطرت کو سمجھ کر اس کے متعلق نظریات قائم کرنا، اور پھر تحقیق کے ذریعے نتائج حاصل کرنا، علم سائنس کا بنیادی مقصد ہے۔

سائنس کی توجہ فطرت کو سمجھنے پر مرکوز ہوتی ہے۔

سائنس کے ۳ر پیرامیٹرز، تجزیہ کرنا، اسے عام کرنا، اور اس کی بنیاد پر تھیوریز قائم کرنا ہیں۔

سائنس میں، اہداف سائنسی عمل سے حاصل کئے جاتے ہیں۔

سائنس میں ماہر ہونے کیلئے کسی بھی شخص کے پاس ۴ر قسم کی صلاحیتیں، علمی، تجرباتی، تجزیاتی اور منطقی، ہونی ضروری ہیں۔

سائنس ہمیشہ قابل استعمال ہوتی ہے، اور انسانی زندگی یا فطرت پر اس کے برے اثرات مرتب نہیں ہوتے ہیں۔

خیال رہے کہ سائنس مسلسل تبدیل نہیں ہوتی ہے۔

یہ ہمیشہ دریافت پر زور دیتی ہے۔

پیشین گوئی کرنے کیلئے سائنس کا استعمال کیا جاتا ہے۔

سائنسی تفتیش کے نتیجے میں سائنس سے متعلق مزید علم حاصل ہوتا ہے جبکہ نئی باتیں دریافت ہوتی ہیں۔

سائنس کی اہم شاخیں یہ ہیں: طبعیات (فزکس)، حیاتیات (بائیولوجی)، کیمیاء (کیمسٹری)، حیاتیاتی کیمیاء (بائیو کیمسٹری)، خرد حیاتیات (مائیکرو بائیولوجی)، اور ریاضی (میتھ)۔

ٹیکنالوجی کیا ہے؟

ٹیکنالوجی، سائنس اور معلومات کے فنی اور عملی استعمال کو کہا جاتا ہے۔ اس شعبہ علم کے دائرہ کار میں وہ تمام آلات بھی آجاتے ہیں، اور وہ تمام دستورالعمل یا طریقۂ کار بھی جو علمی معلومات کے عملی استعمال سے متعلق ہوتے ہیں۔ انگریزی میں ٹیکنالوجی، بنیادی طور پر دو یونانی الفاظ کا مرکب ہے۔ ”ٹیکنو“ کا معنی ہے ہنر، فن، وضع، جبکہ ”لوجی“ کا معنی ہے مطالعہ، علم۔ ٹیکنالوجی ایک وسیع اصطلاح ہے، اور انسانوں کا اس سے تعلق اس وقت سے جاری ہے جب سے اس نے قدرتی اسباب اور وسیلوں کو سادہ اوزاروں میں بدلنا سیکھا ہے۔ زمانہ قدیم میں انسانوں کا آگ لگانے کے طریقے کا دریافت کرنا اور کسی وزنی چیز کے نیچے کوئی گول چیز رکھ کر اسے دھکیلنا، سب کچھ ٹیکنالوجی ہی کی ابتدائی اشکال ہیں۔ لیکن موجودہ دور میں ہم ٹیکنالوجی کی بالکل جدید شکل دیکھ رہے ہیں، جیسے اسمارٹ فون، کمپیوٹر، راکٹ، بلیوٹوتھ، مختلف قسم کی شعاعیں وغیرہ۔ اہم بات یہ ہے کہ دنیا کی تمام ٹیکنالوجی انسان کی بھلائی یا آسانی کیلئے نہیں بنائی گئی ہیں بلکہ ایسی ٹیکنالوجی بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں جو انسانوں کو مکمل طور پر ختم کردینے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ ان کی اہم مثالیں ایٹم بم اور خطرناک ہتھیار ہیں۔ ٹیکنالوجی کے درج ذیل نکات کا موازنہ سائنس کے نکات سے ضرور کریں۔

ٹیکنالوجی، سائنسی تھیوریز پر عمل کرنے کا نام ہے۔

اس میں سائنسی قوانین کا اطلاق کیا جاتا ہے اور نت نئی چیزیں ایجاد کی جاتی ہیں۔ مثلاً راکٹ، سائنس کے کنزرویشن اور مومینٹم قانون کی مدد سے بنایا گیا۔ اسی طرح اسپیس شپ (خلائی جہاز) سائنس کے قانون کشش ثقل کی بنیاد پر تیار کیا گیا۔

ٹیکنالوجی میں انسانی خیالات کو ایک پروڈکٹ (مصنوع) کی شکل دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ہم مختلف قسم کے ریڈی ایشن کے بارے میں سنتے رہتے ہیں، ان میں سے ایک مائیکروویو ہے۔ اسی کی مدد سے مائیکروویو اوون بنایا گیا ہے۔

واضح رہے کہ ٹیکنالوجی انسان کیلئے سہولت ضرور پیدا کرتی ہے لیکن کئی مرتبہ یہ ان کیلئے مہلک بھی ثابت ہوتی ہے۔

ٹیکنالوجی کا مقصد سائنسی معلومات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان پر عمل درآمد کرنا ہوتا ہے۔

ٹیکنالوجی سے مراد سائنسی معلومات پر مسلسل عمل درآمد ہے۔

ٹیکنالوجی کا مقصد کچھ نیا ایجاد، اور اس میں مزید بہتری کرنا ہوتا ہے، جیسے اسمارٹ فون میں مسلسل بہتری۔

ٹیکنالوجی مسلسل تبدیل ہوتی رہتی ہے، مثلاً ہر سال کمپنیاں اپنی مختلف اشیاء لانچ کرتی رہتی ہیں۔

یہ ہمیشہ ایجاد پر زور دیتی ہے۔

ٹیکنالوجی انسانی زندگی میں آسانیاں پیدا کرتی ہے، اور لوگوں کی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے مسلسل بدلتی رہتی ہے۔

تکنیکی ڈیزائن انسانی زندگی کو زیادہ آرام دہ اور پرسکون کرکے معاشرے میں معیار زندگی کو بہتر بنا سکتی ہے۔

اس میں ایجاد انسانی ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر کی جاتی ہے۔

ٹیکنالوجی کیلئے منصوبہ بندی، ڈیزائننگ، ترقی پذیر، مسئلہ حل کرنے، فیصلہ سازی اور باہمی مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔

سائنس کے بڑھتے قدم، بڑھتی سہولیات

شعر و ادب، سائنس و ٹیکنالوجی، فن و موسیقی تمام علوم وفنون کا ایک بحر بے کراں ہے جس نے معلومات کے ایک سیل رواں کی صورت اختیار کرلی ہے۔

اگر کمپیوٹر سائنس دنیا کا معجزہ ہے تو دنیا کا سب سے بڑا قدرتی کمپیوٹر یعنی انسانی ذہن اپنی بلندیٔ پرواز، تفکر اور قدرتی تخلیق کی ایسی مثال ہے جس کے ذریعہ کی گئیں ایجادات و دریافت پر رشک آتا ہے۔ اس کا ایک مظہر دیکھنا ہو تو ٹی وی کے چینل نیشنل جیوگرافک اور ڈسکوری دیکھیں اور میرے خیال میں جو یہ چینل نہیں دیکھتا وہ خود کو کنوئیں کا مینڈک بنے رہنا پسند کرتا ہے۔ اہل مغرب جس طرح کی سرنگیں سمندر کے اندر نکال رہے ہیں اور جیسے پل سمندروں کے اوپر بچھا رہے ہیں، انہیں دیکھ کر حیرت بھی انگشت بدنداں رہ جاتی ہے، بے اختیار رب جلیل کی عظمت اور دین کا تصور دوچند ہو جاتا ہے، دہریئے پریشاں اور متشکک خدا کی وحدانیت پر ایمان لے آتے ہیں۔ یہ قدرت کا انعام ہے کہ اس نے انسان کے مختصر دماغ کو اس قدر کمال اور فراست بخشی کہ وہ محیر العقول کارنامے تخلیق کر رہا ہے۔

انسان کو اس لئے اشرف المخلوقات کہا گیا ہے کہ وہ قدرت کے مظاہر کو اظہار کا لبادہ بخش سکے۔ سائنس کے عجائب اور ٹیکنالوجی کے کرشمے دیکھ کر انسان یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ وہ خدا کس قدر عظیم ہوگا جس نے مٹی بھر انسانی ذہن کو اس قدر خصائل سے نوازا۔ یہ سب کمال میرے رب کا ہے، ورنہ انسان کیا اور اس کی بساط کیا۔ مٹی اور راکھ کا ساٹھ سالہ ڈھیر جو بالآخر خود بھی مٹی میں مل جاتا ہے، اس کے بنائے ہوئے کارنامے کئی سو سال تک زندہ وتابندہ رہتے ہیں۔

تاج محل کو دیکھیں، جسے بنے ساڑھے تین سو سال ہوگئے، مگر اس کی چمک دمک آج تک ماند نہیں پڑی، اور نہ ہی کوئی دراڑ سامنے آئی ہے۔ تاج محل کو سالانہ ایک ارب لوگ دیکھنے آتے ہیں اور بھارت کو ایک ارب ڈالر بھی دے کر جاتے ہیں۔ موجودہ وقت میں امریکہ، یورپ حتی کہ مشرق قریب میں بھی سائنس و ٹیکنالوجی اس قدر ترقی کر چکی ہے اور ایسے کارنامے سرانجام دیئے جارہے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ سمندروں کو سمندروں سے اور ملکوں کو ملکوں سے ملایا جا رہا ہے۔ ہالینڈ اور برطانیہ دو الگ ممالک ہیں جن کے بیچ میں ایک زورآور سمندر حائل ہے، لیکن ان دونوں ممالک کو اندر ہی اندر اس طرح ملا دیا گیا ہے کہ ہالینڈ سے داخل ہونے والا کوئی بھی شخص راستے میں پانی کا ایک قطرہ تک نہیں دیکھتا اور برطانیہ پہنچ جاتا ہے۔

انسان نے صنعتی میدان میں بھی تیزی سے ترقی کی۔ آبادی میں اضافے کے باعث غذائی اجناس کی ضروریات بڑھتی گئیں۔ پھر اس مسئلے کے حل کے لئے فصلوں میں مصنوعی کھاد اور فصلوں کو کیڑے سے بچانے کے لئے زرعی ادویات کا استعمال شروع کیا گیا۔ سائنس و ٹیکنالوجی کی بدولت انسان نے میڈیکل میں ترقی کی جن بیماریوں کا علاج کبھی ممکن ہی نہیں تھا یعنی ٹی بی اور کینسر وغیرہ آج ڈاکٹرز ان بیماریوں کا علاج کر رہے ہیں۔ انسانوں نے سائنس کی بدولت زمین، چاند اور ستاروں کو بھی مسخر کرلیا ہے۔ جن جانوروں سے انسان کبھی ڈرا کرتا تھا آج ان کا استعمال روزمرہ زندگی میں کر رہا ہے۔

ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کی ایجادات نے انسانی زندگی میں کافی سہل اور آسانی پیدا کردی ہے۔ ٹیلی ویژن کے ذریعے ہم گھر بیٹھے دین اور دنیاوی معلومات حاصل کر سکتے ہیں جبکہ انٹرنیٹ کے ذریعے سے ہم آن لائن تعلیم حاصل کی جارہی ہے۔ انٹرنیٹ نے انسان کے لئے گھر بیٹھے بیٹھے تمام کام آسان کردیئے ہیں۔ انٹرنیٹ کے ذریعے نہ آن لائن بات چیت اور خرید و فروخت بلکہ روزی کمانا بھی ممکن ہوچکا ہے۔

ٹیلی فون کی ایجاد نے رابطوں کو آسان بنادیا اور اب ہم دنیا بھر میں کہیں بھی کسی بھی رشتہ دار سے بات چیت کر سکتے ہیں۔ سائنس وٹیکنالوجی نے انسان کی زندگی کو آرام دہ بنا دیا ہے اور آنے والے وقتوں میں اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ انسان بالکل سست اور کاہل ہو جائے گا اور اپنے تمام کام مشینوں سے کروائے گا۔

سائنس کے بڑھتے قدم، بڑھتی سہولیات

موبائل فون کی مثال دیکھ لیں۔ یہ انقلاب ہماری نگاہوں کے سامنے وقوع پذیر ہوا، اور اب صرف ایک بٹن دبانے سے آپ چند سیکنڈ میں قطب شمالی پہنچ جاتے ہیں۔ موبائل فون کی ایجاد کے بعد انسانی زندگی میں اس قدر تبدیلیاں دیکھنے میں آئی ہیں کہ آج کا انسان یہ سوچتا ہے کہ آخر دنیا اب تک اس کے بغیر زندہ کیسے رہی؟ کمپیوٹر کو دیکھیں تو دنیا سحر انگیز لگنے لگتی ہے۔

جس طرف بھی نظر ڈالیے سائنسی کرشموں کے تحیر خیز نظارے انسان کی آنکھوں کو خیرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ صدیوں کے فاصلے سمٹ کر لمحوں کی دسترس میں آگئے ہیں۔ اب دنیا نہ صرف ایک عالمی گاؤں کا منظر پیش کر رہی ہے۔ بلکہ گاؤں پھیل کر پوری دنیا تک رسائی حاصل کر چکا ہے۔ اگر ایک واقعہ دنیا کے ایک کونے میں وقوع پذیر ہوتا ہے تو دوسرے لمحے اس کی خبر دنیا کے دوسرے کونے میں پہنچ جاتی ہے۔ موبائل ہی کو لیجئے! جس نے دنیا کے رہن سہن اور برتاؤ کے رویے ہی بدل ڈالے ہیں۔ گلی کی نکڑ پر بیٹھے نوجوانوں کا ٹولہ موسیقی سے بذریعہ موبائل لطف اندوز ہو رہا ہے۔ ایک دوسرا گروہ موبائل کے ذریعے تلاوت کلام پاک سے اپنے سینوں کو منور کر رہا ہے۔ دوسری طرف انٹرنیٹ نے دنیا جہاں کی معلومات کو انسان کے قدموں میں ڈھیر کر رکھی ہے۔ لوگ اپنی ضرورت اور مزاج کے مطابق اس ذریعے سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔

شعر و ادب، سائنس وٹیکنالوجی، فن و موسیقی تمام علوم وفنون کا ایک بحر بے کراں ہے جس نے معلومات کے ایک سیل رواں کی صورت اختیار کرلی ہے۔ شمسی توانائی جیسی مفت ملنے والی دولت کو انسان نے مسخر کرکے اپنے دماغ میں چھپی ہوئی قوتوں کو باہر نکالا ہے اور انسانیت کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

موسمیاتی تبدیلی: ریت، دھول کے طوفان سے نصف آبادی متاثر

ریت، دھول کے طوفان ہماری صحت و معیشتوں پر بڑھتے ہوئے نقصانات کا باعث بن رہے ہیں۔ اقوام متحدہ نے ان طوفانوں کی نگرانی، پیش گوئی اور ابتدائی انتباہات میں مسلسل بہتری کی ضرورت پر زور دیا ہے۔

دنیا کی تقریباً نصف آبادی دھول کی اس سطح کا سامنا کر رہی ہے جو عالمی ادارہ صحت کی حفاظت کی حد سے زیادہ ہے۔ اقوام متحدہ کی ورلڈ میٹرولوجیکل آرگنائزیشن (ڈبلیو ایم او) کی ایک نئی رپورٹ بتاتی ہے کہ ریت اور مٹی کے طوفان موسمیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے 'قبل از وقت اموات کا باعث بن رہے ہیں، جس سے 150 ممالک میں 33 کروڑ سے زیادہ لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔

12 جولائی کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ریت اور دھول کے طوفانوں سے نمٹنے کا عالمی دن منایا اور 2025-2034 تک کے دس سالوں کو ریت اور دھول کے طوفانوں سے نمٹنے کے لیے اقوام متحدہ کی دہائی کے طور پر منسوب کیا۔ اس موقع پر اپنے خطاب میں اسمبلی صدر فلیمون یانگ نے کہا کہ موجودہ دور میں طوفان سب سے زیادہ نظر انداز کئے گئے لیکن اب وہ دوررس عالمی چیلنجوں میں سے ایک بن رہے ہیں۔ وہ آب وہوا کی تبدیلی، زمین کے تنزلی اور غیر پائیدار طریقوں کے سبب رونما ہو رہے ہیں۔ ان طوفانوں کے سبب ہوا سے نکلنے والے ذرات سالانہ 70 لاکھ قبل از وقت اموات کا باعث بنتے ہیں اور سانس اور قلبی امراض کو جنم دیتے ہیں اور فصل کی پیداوار میں 25 فیصد تک کمی کرتے ہیں، جس سے بھوک اور نقل مکانی ہوتی ہے۔

ڈبلیو ایم او کے سیکرٹری جنرل سیلسٹی ساؤلو نے کہا کہ ریت اور دھول کے طوفان کا مطلب صرف گندی کھڑکیاں اور دھندلا آسمان نہیں ہے۔ وہ لاکھوں لوگوں کی صحت اور معیار زندگی کو نقصان پہنچاتے ہیں؛ اور ان کی وجہ سے فضائی اور زمینی نقل وحمل، زراعت اور شمسی توانائی کی پیداوار میں رکاوٹ کی قیمت دسیوں لاکھ ڈالر ہوتی ہے۔ رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح صحت کے خطرات اور معاشی اخراجات بڑھ رہے ہیں- اور کس طرح دھول کی ابتدائی انتباہات اور تخفیف اور کنٹرول میں سرمایہ کاری بڑے منافع حاصل کرنے میں معاون ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ ریت اور مٹی کے طوفان کے تعلق سے 'سب کے لیے ابتدائی انتباہات' نامی پہل ترجیحات میں سے ایک ہے۔

ڈبلیو ایم او کی اقوام متحدہ کی نمائندہ لورا پیٹرسن نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کو بتایا کہ سالانہ تقریباً 2 ارب ٹن دھول خارج ہوتی ہے جو کہ مصر میں گیزا کے 300 عظیم اہراموں کے برابر ہے۔ دنیا کی 80 فیصد سے زیادہ دھول شمالی افریقہ اور مغربی ایشیا کے صحراؤں سے آتی ہے، لیکن اس کا عالمی سطح پر اثر ہوتا ہے کیونکہ یہ ذرات سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کلومیٹر براعظموں اور سمندروں میں سفر کر سکتے ہیں۔

اقوام متحدہ کے اقتصادی اور سماجی کمیشن برائے مغربی ایشیا کے سربراہ و انڈر سیکرٹری جنرل رولا دشتی نے اسمبلی کو بتایا کہ طوفانوں کے معاشی اخراجات حیران کن ہیں۔ مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ میں، دھول اور ریت کے طوفانوں سے نمٹنے کے لیے سالانہ 150 ارب ڈالر، مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کا تقریباً 5.2 فیصد خرچ ہوتا ہے۔ دشتی نے شدید طوفانوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ صرف اس موسم بہار میں ہی عرب خطے نے شدید خلل کا سامنا کیا جس نے عراق میں ہسپتالوں کو سانس کے کیسز سے بھر دیا اور کویت اور ایران میں طوفانوں کی وجہ سے اسکول اور دفتر بند ہو گئے۔ انہوں نے کہا، افریقہ کے صحرائے صحارا سے نکلنے والی دھول کیریبین اور فلوریڈا تک پہنچی۔ سائنسی جریدے نیچر کی ایک تحقیق کے مطابق، دھول اور ہوا کے کٹاؤ نے 2017 میں امریکہ کو 154 ارب ڈالر کا نقصان پہنچایا، جو کہ 1995 کے مقابلے چار گنا زیادہ ہے۔

ڈبلیو ایم او اور ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (ڈبلیو ایچ او) نے یہ بھی متنبہ کیا کہ صحت کا بوجھ تیزی سے بڑھ رہا ہے، جس میں 8.3 ارب لوگ تقریباً نصف عالمی آبادی 2018 اور 2022 کے درمیان ڈبلیو ایچ او کی حفاظتی حد سے زیادہ دھول کی سطح سے دوچار ہیں، جو کہ 2003 سے 2007 کے درمیان متاثر ہونے والے 9.2 ارب افراد سے زیادہ ہے۔

سال 2024 میں ریت اور دھول کے بڑے طوفان

کینری جزائر- شمال مغربی افریقہ کے ایک وسیع علاقے میں تیز ہارٹن ہواؤں کا ایک طوفان دسمبر میں مغربی صحرائے صحارا سے اسپین کے کینری جزائر تک گیا اور اس علاقے پر اثر انداز ہوا جہاں زیادہ تر لوگ رہتے ہیں۔

مشرقی ایشیا- ریت اور دھول کے 14 طوفان، زیادہ تر موسم بہار میں آئے۔ مارچ کے آخر میں، ایک مضبوط منگولائی طوفان سے آنے والی تیز ہواؤں نے شمالی چین کے گنجان آباد علاقوں میں بڑی مقدار میں دھول اڑائی۔ بیجنگ میں مرئیت ایک کلومیٹر تک گرگئی۔ جون میں بیجنگ اور شمالی چین ریت اور دھول کے طوفان کی زد میں آئے۔ منگولیا میں موسم بہار میں اعلی درجہ حرارت اور خشک سالی کی وجہ سے پودوں کی ناقص نشوونما نے ایک بڑا کردار ادا کیا، جس نے بدلتی ہوئی آب وہوا میں شدید موسم کی وجہ سے موسم گرما میں دھول کے طوفانوں کے بڑھتے ہوئے واقعات کی طرف عوام کی توجہ مبذول کرائی۔

مغربی ایشیاء- عراق، کویت، قطر، اور جزیرہ نما عرب دسمبر میں موسم سرما کے ایک غیر معمولی طوفان سے متاثر ہوئے۔ اس کے دوررس سماجی و اقتصادی نتائج برآمد ہوئے، جن میں پروازوں کی منسوخی، اسکولوں کی بڑے پیمانے پر بندش اور عوامی تقریبات کا ملتوی ہونا شامل ہے۔

طوفان کی وارننگ، ایڈوائزری اور اسسمنٹ سسٹم

ورلڈ میٹرولوجیکل آرگنائزیشن (ڈبلیو ایم او) کے ذریعے 2007 میں قائم کیے گئے ریت اور دھول کے طوفان کی وارننگ، ایڈوائزری اور اسسمنٹ سسٹم کا مقصد بین الاقوامی ریت اور دھول کی تحقیق کو مربوط بنانا ہے۔ اس وقت چار خطوں میں اس کے علاقائی مراکز ماحولیات، صحت اور معیشتوں پر پڑنے والے اثرات کو کم کرنے کے لیے مربوط انداز میں دنیا کے لیے آپریشنل پیشن گوئی اور انتباہی خدمات کو مضبوط بنانے کے لیے کام کر رہے ہیں۔ پہلا خلیج تعاون کونسل کا علاقہ ہے، جس کا علاقائی مرکز جدہ، سعودی عرب میں ہے؛ دوسرا شمالی افریقہ-مغربی ایشیا-یورپ کا علاقہ، جس کا مرکز بارسلونا، اسپین میں ہے؛ تیسرا ایشیا ہے، جس کا مرکز بیجنگ، چین میں ہے؛ اور چوتھا شمالی وجنوبی امریکہ کا علاقہ، جس کا مرکز برج ٹاؤن، بارباڈوس میں ہے۔

ڈسمبر تک ذخائرآب میں پانی دستیاب، زیرزمین پانی کی سطح 5 میٹر گھٹ گئی

شام 5 تا رات 10 بجے برقی کے کم استعمال کا مشورہ، نئے بورویلز کی اجازت نہ دینے کی تجویز، حیدرآباد کی صورتحال پر جیش رنجن کا اعلیٰ سطحی اجلاس

حیدرآباد۔ اسپیشل چیف سکریٹری جیشن رنجن نے عہدیداروں کو ہدایت دی کہ وہ ریاست میں ال نینو کے اثرات پر قابو پانے احتیاطی تدابیر اختیار کریں۔ انہوں نے پانی بالخصوص زیر زمین پانی کے تحفظ اور برقی کی موثر سربراہی کو یقینی بنانے کی ہدایت دی۔ جیش رنجن نے حیدرآباد میں موسمی تبدیلی کے نتیجہ میں پیدا شدہ صورتحال پر اعلیٰ سطحی اجلاس منعقد کیا جس میں ضلع کلکٹر ڈاکٹر پرینکا اعلیٰ، مینجنگ ڈائرکٹر حیدرآباد میٹرو پولیٹن واٹر سپلائی اینڈ سیوریج بورڈ کے اشوک ریڈی، تلنگانہ سدرن پاور ڈسٹری بیوشن کمپنی کے مینجنگ ڈائرکٹر جیتیش پاٹل، کمشنر جی ایچ ایم سی آر وی کرنن اور دیگر عہدیداروں نے شرکت کی۔ جیش رنجن نے بتایا کہ حکومت نے ال نینو کی صورتحال سے نمٹنے 10 متحدہ اضلاع کے لئے 10 سینئر عہدیداروں کا تقرر کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حیدرآباد خالص شہری علاقہ ہونے کے سبب پینے کے پانی کی ضرورت کی تکمیل پر توجہ دی جانی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ حیدرآباد میں برقی طلب کے مطابق سربراہی پر عہدیدار توجہ دیں تاکہ آنے والے چند ماہ میں برقی اور پانی کے بحران سے بچا جاسکے۔ انہوں نے عوام میں پانی کے تحفظ اور احتیاط سے استعمال کیلئے شعور بیداری مہم کی تجویز پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ احتیاط اور کم استعمال سے کم ازکم 20 فیصد پانی کا تحفظ کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے غیر قانونی آبی پائپ لائینس و موٹرس کے استعمال کو روکنے کی ہدایت دی۔ انہوں نے کہا کہ غیر مجاز طور پر پانی کے ذخائر کے استعمال کے خلاف کارروائی کیلئے حیڈرا کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہے۔ جیش رنجن نے بتایا کہ موسیٰ ندی کے سیوریج واٹر کی صفائی کیلئے اقدامات کئے جائیں گے اور یہ پانی صنعتی اغراض کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلہ میں سیوریج ٹریٹمنٹ پلانٹس قائم کئے جائیں گے۔ اشوک ریڈی نے بتایا کہ بارش کی کمی کے نتیجہ میں واٹر ٹینکرس کی بکنگ میں اضافہ ہوا ہے۔ حیدرآباد میں زیر زمین پانی کی سطح بھی کم ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حیدرآباد میں زیر زمین پانی کی سطح میں گزشتہ سال کے مقابلہ مزید پانچ میٹر کی گراوٹ آئی ہے۔ جاریہ سال مانجرا اور سنگور ذخائر آب میں پانی کا بہاؤ کم ہوا ہے اور موجودہ ذخائر ڈسمبر تک کیلئے کافی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ متبادل ذرائع سے پانی کی سربراہی کی تیاری کی جارہی ہے۔ گوداوری پانی کی سربراہی اسکیم کے علاوہ کرشنا سے پانی کے حصول کا منصوبہ ہے۔ حمایت ساگر و عثمان ساگر میں اضافی فلٹر بیڈس کے قیام کی تجویز ہے۔ انہوں نے کہا کہ تعمیری سرگرمیوں کیلئے درکار 90 فیصد پانی قریبی علاقوں میں دستیاب ٹریٹمنٹ پلانٹ سے سربراہ کیا جائے گا۔ ٹینکرس کی بکنگ کیلئے موبائیل ایپ متعارف کیا گیا ہے۔ جیتیش پاٹل نے عوام سے اپیل کی کہ وہ پانی کے ساتھ برقی کا بھی تحفظ کریں۔ ریاست میں برقی کی طلب ایک دن میں 20018 میگا واٹ ہوچکی ہے۔ مارچ اور اپریل میں موسم گرما کے دوران برقی طلب میں مزید اضافہ کا امکان ہے۔ انہوں نے کہا کہ سرکاری دفاتر کو ایر کنڈیشنڈ کا درجہ حرارت 25 ڈگری رکھ کر برقی بچت کرنی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ مکانات کی چھت پر سولار پاور یونٹس کے قیام کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ شام 5 بجے تا رات 10 بجے برقی کے استعمال کو کم کریں۔ برقی عہدیدار سربراہی کے مسائل کے حل کیلئے 24 گھنٹے دستیاب ہیں اور 1912 نمبر کے ساتھ کنٹرول روم قائم کیا گیا۔ محکمہ موسمیات کی سائنسداں شراونی نے بتایا کہ نومبر میں طوفان کے زیر اثر تلنگانہ میں بارش کا امکان ہے۔ انہوں نے درجہ حرارت میں اضافہ کی پیش قیاسی کی۔ شہر کے تین منڈلوں میں معمول کے مطابق بارش ہوئی۔ 13 منڈلوں میں معمول سے کم بارش ہوئی۔ ضلع کلکٹر پرینکا آلا نے کہا کہ 16 منڈلوں میں صورتحال پر نظر رکھنے اسپیشل آفیسرس کا تقرر کیا جائے گا۔ انہوں نے گراؤنڈ واٹر محکمہ کو ہدایت دی کہ زیر زمین پانی کے بیجا استعمال کو روکنے نئے بور ویلز کی اجازت نہ دیں۔ صورتحال کا جائزہ لینے 15 دن بعد دوبارہ اجلاس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا

نگاہوں کی حفاظت سے عبادتوں میں لذت اور یکسوئی ممکن

مولانا ڈاکٹر احسن بن محمد الحمومی القادری کا شاہی مسجد باغ عام میں خطاب

حیدرآباد، (راست) مولانا ڈاکٹر حافظ احسن بن محمد الحمومی القادری (امام وخطیب شاہی مسجد باغ عام) نے شاہی مسجد باغ عام میں نماز جمعہ سے قبل اپنے خطاب میں کہا ہے کہ رواں سال بارش کے موسم میں بھی حیدرا? باد میں بارش نہیں ہوئی۔ یہ حیدرا? باد کا ایک بڑا بحران بن کر سامنے ا? یا ہے۔ جس کا اثر معصوم بچوں، جانوروں اور چرند و پرند سب پر پڑ رہا ہے۔ شہر میں گزشتہ ایک ماہ سے نماز استسقاء پڑھی جارہی ہے، دعائیں کی جارہی ہیں؛ لیکن بارش کے موسم میں بھی بارش نہیں ہورہی ہے۔ ہمیں سوچنا ہوگا کہ ا? خر ہم انسانوں کی کیا غلطیاں ہیں؟ کیا یہ ہمارے گناہوں کی نحوست نہیں ہے کہ ہم رحمتِ باراں سے محروم ہورہے ہیں۔ غلط کام کرنے والوں کا تو شمار نہیں، شرفاء اور نیک سمجھے جانے والے لوگ بھی گناہوں سے نہیں بچ پارہے ہیں۔ انسان کے جسم میں ہر عضو کی اپنی اہمیت ہے اور اس کا اپنا کام ہے۔ اسی طرح انسان کے جسم کے ہر عضو سے بھی گناہ سرزد ہوتا ہے۔ انسان کے پورے جسم میں سب سے اہم ترین حصہ انسان کی ا? نکھ ہے۔ ا? نکھ انسانی جسم میں دیکھنے کے اعتبار سے سب سے چھوٹا عضو ہے؛ لیکن اس کے اثرات پورے جسم پر پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ا? نکھوں جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی ہے۔ ہم اپنے والدین، عزیز و اقارب، دوستوں اور خوبصورت قدرتی مناظر کو ا? نکھوں ہی سے دیکھتے ہیں۔ انسان کا کسی سے محبت کرنا بھی اکثر ا? نکھوں پر منحصر ہوتا ہے اور کسی سے دشمنی کرنا بھی بعض اوقات ا? نکھوں سے دیکھی گئی باتوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ا? نکھیں انسان کو دوسروں کے چہروں، عادات اور اعمال کو دیکھنے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ مولانا احسن بن محمد الحمومی نے کہا کہ انسان کا ہر ردِ عمل سب سے پہلے ا? نکھ پر منحصر ہوتا ہے۔ قرا? ن مجید میں اللہ نے واضح فرمایا ہے کہ ”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مؤمن مردوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔ بے شک اللہ ان کے کاموں سے خوب باخبر ہے۔“ (سور? النور: 30) انسان کو گناہ کی طرف لے جانے والی سب سے پہلے چیز انسان کی نگاہ ہے۔ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ زنا ہے۔ موبائیل نے تو ا? نکھوں کی بے احتیاطی کو اور بھی ا? سان تر بنا دیا ہے۔ موبائیل کی وجہ سے اچھے اچھے ’تقوی والے‘ بھی بے احتیاطی میں ملوث ہورہے ہیں۔ گناہوں کی عمر ہوتی تھی، موبائیل سے بوڑھے، نوجوان، کم عمر سبھی بچے سبھی بدنگاہی میں ملوث ہیں۔ مولانا احسن الحمومی نے کہا کہ جیسے لذیذ بریانی کی لذت ہے، اسی طرح ایمان اور نیک اعمال کی بھی لذت ہے۔ رسول رحمت ? نے ایمان کی لذت سے لطف اندوز ہونے کے طریقے بتائیں ہیں۔ ایمان کی حلاوت اور اس کا ذائقہ اپنی نگاہوں کی حفاظت میں ہے۔ اس حدیث پر ہم صرف ایک ہفتہ عمل کر کے اس کے نتائج دیکھ سکتے ہیں۔ ا? خر کیا وجہ ہے کہ ہمیں مسجدوں میں، نمازوں میں اور قرا? ن کی تلاوت میں مزہ ہی نہیں ا? رہا ہے؟ ہماری نمازوں، سجدوں اور دعاؤں کی لذت چھین لی گئی ہے۔ اس کی وجہ نگاہوں کی ا? وارہ گردی اور بے لگام نگاہیں ہیں۔ ا? ج سوسائٹی میں ہمارے گناہوں کی اتنی نحوست بڑھ گئی ہے کہ بارش رک گئی، اناج مہنگا ہوگیا۔ ا? ج پورا سماج بحران کا شکار ہے۔ سوشل میڈیا گناہوں کا چبوترہ بن گیا ہے۔ اس کے ذریعہ بے لگام گناہ ہورہے ہیں۔ خدا کی طرف سے اس پر سزا مل کر رہے گی۔

برقی قلت سے نمٹنے سرکاری دفاتر میں ACs گھٹانے کی ہدایت

حیدرآباد کو 60 ملین گیالن پانی کی سربراہی، رنگاریڈی میں زیرزمین سطح آب میں نمایاں کمی، چیف سکریٹری سنجے جاجو کا اعلیٰ اجلاس

حیدرآباد۔ چیف سکریٹری سنجے جاجو نے ریاست میں مانسون کی ناکامی اور ال نینو کے اثرات سے نمٹنے کیلئے برقی اور پینے کے پانی کی قلت کو دور کرنے عہدیداروں کو ہدایت دی۔ انہوں نے کہا کہ سربراہی آب اور برقی کی موثر سربراہی کو یقینی بنانے کیلئے بنیادی سطح پر ہنگامی منصوبہ تیار کیا جائے۔ سنجے جاجو نے موجودہ صورتحال سے نمٹنے کیلئے 10 متحدہ اضلاع کیلئے مقرر کردہ سینئر عہدیداروں کے ساتھ ویڈیو کانفرنس کا اہتمام کیا۔ چیف سکریٹری نے کہا کہ حکومت نے ال نینو سے پیدا ہونے والے بحران پر قابو پانے کیلئے محکمہ جاتی سطح پر منصوبہ تیار کیا ہے۔ منصوبہ کے تحت ضلعی سطح پر عہدیداروں کو وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کی جارہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ریاست میں برقی پیداوار کی صورتحال اطمینان بخش نہیں ہے اور حکومت نے زرعی اور گھریلو ضروریات کی تکمیل کیلئے خصوصی اقدامات کئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ریاست میں صنعتی شعبہ کیلئے برقی کٹوتی نافذ نہیں کی گئی ہے، لہٰذا صنعتوں کو برقی کے بارے میں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔ تمام سرکاری دفاتر کو برقی کے استعمال میں کمی کی ہدایت دی گئی ہے۔ ایر کنڈیشنرس کو دن کے اوقات میں ضرورت پڑنے پر 25 ڈگری پر استعمال کرنے کی ہدایت دی گئی۔ شام 6 بجے کے بعد ایر کنڈیشنر کے استعمال سے گریز کیا جائے۔ انہوں نے عہدیداروں سے کہا کہ تمام تھرمل پاور اسٹیشنوں میں زیادہ سے زیادہ برقی کی تیاری پر توجہ مرکوز کریں۔ یادادری تھرمل پاور اسٹیشن کے لئے 5 خصوصی عہدیداروں کا تقرر کیا گیا ہے۔ حکومت کی جانب سے عنقریب کل جماعتی اجلاس طلب کرتے ہوئے ریاست میں ال نینو کے اثرات اور حکومت کے اقدامات سے واقف کرایا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ کابینی سب کمیٹی کا عنقریب اجلاس ہوگا جس میں برقی اور پانی کی صورتحال کا جائزہ لیا جائے گا۔ محکمہ برقی کے عہدیداروں نے بتایا کہ زرعی شعبہ کے لئے مقامی ذخائر آب سے غیر قانونی طور پر پانی حاصل کیا جارہا ہے جس کے نتیجہ میں ٹرانسفارمرس پر بوجھ میں اضافہ ہوا ہے۔ عہدیداروں کے مطابق مانجرا اور سنگور ذخائر آب کی صورتحال اطمینان بخش نہیں ہے جہاں سے 110 ملین گیالن پانی روزانہ سربراہ کیا جاتا رہا۔ موجودہ صورتحال میں متبادل ذخائر آب کی نشاندہی کی گئی ہے۔ مشن بھگیرتا اور کرشنا ندی سے 60 ملین گیالن پانی کی سربراہی کا منصوبہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ حیدرآباد کی آبی ضرورتوں کی تکمیل کیلئے یہ منصوبہ بندی کی گئی۔ اسپیشل چیف سکریٹری جیش رنجن نے بتایا کہ حیدرآباد میں صرف پینے کے پانی کے اغراض کے لئے بورویل کی اجازت دی جانی چاہئے۔ تعمیری اور دیگر سرگرمیوں کیلئے نئے بورویلس کی کھدائی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

مسلمان آخر کب تک اپنے حقوق کے لیے لڑتا رہے گا؟

کیا کانگریس بھی اپنی ذمہ داری سے بچ سکتی ہے؟

عرفان جامیاوالا کا تمام سیاسی جماعتوں سے سوال: محبت کے نعرے بہت ہوگئے، اب سماجی انصاف کی بات ہونی چاہیے۔

ممبئی: ہندوستان کی سیاست میں مسلمانوں کے نام پر بہت سی تقریریں ہوتی ہیں۔ کبھی محبت اور بھائی چارے کی بات کی جاتی ہے، کبھی سیکولرازم اور آئین کی حفاظت کے نعرے لگائے جاتے ہیں، لیکن ایک سوال ایسا ہے جس کا جواب آج بھی پوری سنجیدگی سے نہیں دیا گیا: آخر مسلمانوں کو اپنے بنیادی حقوق، تعلیم، روزگار اور سیاسی نمائندگی کے لیے کب تک جدوجہد کرنی پڑے گی؟ معروف سماجی کارکن، مصنف، صحافی اور سیاسی مفکر عرفان جامیاوالا نے تمام سیاسی جماعتوں سے یہ سوال اٹھایا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کو صرف انتخابات کے وقت یاد کرنا اور پھر ان کے مسائل کو نظرانداز کردینا جمہوری سیاست کا کوئی قابلِ قبول طریقہ نہیں ہوسکتا۔ عرفان جامیاوالا کے مطابق، مسلمانوں کے مسائل پر بات کرتے وقت صرف مذہبی شناخت کا ذکر کافی نہیں ہے۔ مسلم معاشرے کے اندر بھی ایسے طبقات موجود ہیں جو نسل در نسل غربت، سماجی پسماندگی، تعلیمی محرومی اور ذات پات کی بنیاد پر امتیاز کا سامنا کرتے آئے ہیں۔ ان میں پسماندہ مسلمان خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں۔ کانگریس سے بھی پوچھا جانا چاہیے سوال۔ عرفان جامیاوالا نے کانگریس کی تاریخی ذمہ داری پر سوال اٹھاتے ہوئے کہا کہ آزادی کے بعد اس پارٹی نے کئی دہائیوں تک ملک پر حکومت کی۔ ایسے میں یہ پوچھنا بالکل فطری ہے کہ اس طویل دورِ اقتدار میں پسماندہ مسلمانوں کے سماجی اور تعلیمی حالات بہتر بنانے کے لیے کیا مؤثر اقدامات کیے گئے؟ 10 اگست 1950 کو جاری ہونے والے درج فہرست ذاتوں سے متعلق صدارتی حکم نامے میں مذہب کی بنیاد پر ایک شرط شامل کی گئی تھی۔ بعد میں سکھوں اور بدھ مت کے پیروکاروں کو اس دائرے میں شامل کیا گیا، لیکن موجودہ قانونی انتظام کے تحت اسلام اور عیسائیت کے پیروکار درج فہرست ذات کا درجہ حاصل نہیں کرسکتے۔ یہ معاملہ آج بھی سماجی انصاف اور آئینی حقوق کے حوالے سے بحث کا موضوع ہے۔ عرفان جامیاوالا کا سوال ہے کہ اگر کسی برادری کو تاریخی طور پر ذات پات کے امتیاز اور سماجی محرومی کا سامنا رہا ہے تو اس کی حالت کا منصفانہ جائزہ لینے میں کیا حرج ہے؟ کیا اس موضوع پر سیاسی جماعتوں کو کھل کر بات نہیں کرنی چاہیے؟ ان کا کہنا ہے کہ کانگریس سے اس کے تاریخی فیصلوں اور پالیسیوں کا حساب مانگنا ضروری ہے، لیکن اس معاملے میں صرف ایک پارٹی کو ذمہ دار قرار دے کر باقی سیاسی جماعتوں کو بری الذمہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ آج جو جماعتیں اقتدار میں ہیں یا مسلمانوں کے ووٹ حاصل کرنا چاہتی ہیں، انہیں بھی اپنی پالیسی واضح کرنی چاہیے۔ پسماندہ مسلمان صرف ووٹ بینک کیوں؟ عرفان جامیاوالا کے مطابق، پسماندہ مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ان کی محرومیوں پر بات تو ہوتی ہے، لیکن ان کی زندگی میں حقیقی تبدیلی لانے کے لیے مطلوبہ سنجیدگی اکثر نظر نہیں آتی۔ بہت سے خاندان آج بھی بہتر تعلیم، مناسب روزگار، صحت کی سہولتوں اور معاشی استحکام کے لیے جدوجہد کررہے ہیں۔ ایسے میں صرف سیاسی وعدوں سے ان کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ سیاسی جماعتوں کو بتانا چاہیے کہ انہوں نے ان طبقات کے لیے کیا کیا؟ کتنے نوجوانوں کو تعلیم اور روزگار کے بہتر مواقع ملے؟ سیاسی تنظیموں میں پسماندہ مسلمانوں کو کتنی نمائندگی دی گئی؟ اور ان کی معاشی حالت بہتر بنانے کے لیے کون سے عملی اقدامات کیے گئے؟ یہ سوال کسی ایک پارٹی سے نہیں، بلکہ ہر اس سیاسی جماعت سے ہے جو سماجی انصاف اور محروم طبقات کے حقوق کی بات کرتی ہے۔ محبت کی سیاست میں انصاف کہاں ہے؟ عرفان جامیاوالا کا کہنا ہے کہ محبت، بھائی چارہ اور سیکولرازم ہندوستان کی جمہوری روایت کے اہم اصول ہیں، لیکن ان کا اصل مقصد اسی وقت پورا ہوگا جب معاشرے کے کمزور ترین طبقے کو بھی عزت کے ساتھ جینے کا موقع ملے۔ اگر کسی خاندان کا بچہ غربت کی وجہ سے اچھی تعلیم حاصل نہیں کرپاتا، اگر کسی نوجوان کو روزگار کے مناسب مواقع نہیں ملتے، یا اگر کسی برادری کو اس کی سماجی حیثیت کی وجہ سے امتیاز کا سامنا کرنا پڑتا ہے، تو صرف محبت کے نعرے اس کی زندگی نہیں بدل سکتے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومتیں اور سیاسی جماعتیں تعلیم، روزگار، صحت، سماجی تحفظ اور نمائندگی کے میدان میں ایسے اقدامات کریں جن کے نتائج زمین پر دکھائی دیں۔ درج فہرست ذات کے درجے کے مطالبے پر بھی سنجیدہ آئینی اور سماجی بحث ہونی چاہیے۔ اس میں تاریخی شواہد، متعلقہ برادریوں کے تجربات اور قانونی پہلوؤں کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ مسلمانوں کو وعدے نہیں، عملی اقدامات چاہییں۔ عرفان جامیاوالا نے تمام سیاسی جماعتوں سے اپیل کی کہ وہ مسلمانوں، خصوصاً پسماندہ مسلم طبقات، کو صرف انتخابی سیاست کے تناظر میں نہ دیکھیں۔ ان کے مسائل کو ملک کے وسیع تر سماجی انصاف کے مسئلے کے طور پر سمجھا جائے۔ انہوں نے کہا کہ کانگریس کو اپنی تاریخی ذمہ داری پر جواب دینا چاہیے، جبکہ موجودہ حکومت اور دوسری سیاسی جماعتوں کو بھی بتانا چاہیے کہ وہ ان مسائل کے حل کے لیے کیا کررہی ہیں۔ بات کسی پارٹی کو بدنام کرنے کی نہیں، بلکہ اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی ہے کہ آئین میں مساوات کا وعدہ کرنے والے ملک میں سماجی محرومی کا شکار طبقات کو برابر کے مواقع کب ملیں گے۔ پسماندہ مسلمانوں کو صرف ووٹ نہیں، حقوق چاہییں۔ صرف وعدے نہیں، مواقع چاہییں۔ صرف تقریریں نہیں، تعلیم، روزگار، عزت اور سیاسی نمائندگی چاہیے۔ محبت کی سیاست کا اصل امتحان نعروں میں نہیں، بلکہ اس بات میں ہے کہ اس سے عام انسان کی زندگی میں کتنا فرق پڑتا ہے۔

عرفان جامیاوالا سماجی کارکن، مصنف، صحافی اور سیاسی مفکر

تہواروں سے قبل مہنگائی، شہریوں کا معاشی نظام درہم برہم

اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں دس فیصد کا اضافہ، آئندہ دنوں صارفین پر مزید اضافی بوجھ متوقع

حیدرآباد۔ تہواروں سے قبل مہنگائی نے شہریوں کے معاشی نظام کو درہم برہم کردیا ہے۔ پیاز‘ چاول‘ شکر‘ تیل‘ دال و دیگر اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں ریکارڈ کئے جانے والے اضافہ نے شہریوں کو پریشانیوں میں مبتلاء کردیا ہے۔ دونوں شہرو ں حیدرا? باد و سکندرا? باد پیاز کی قیمتیں دوگنی ہوچکی ہیں جبکہ چاول‘ مرچ‘ دال اور تیل کے علاوہ شکر کی قیمتو میں 10 تا 20 فیصد کا اضافہ ریکارڈ کیا جانے لگا ہے اور تھوک تاجرین کا کہنا ہے کہ ا? ئندہ دنوں کے دوران اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں مزید اضافہ ریکارڈ کیا جاسکتا ہے۔ سال گذشتہ دسہرہ و دیوالی سے قبل ریکارڈ کی گئی قیمتوں کے مقابلہ میں جاریہ سال کے دوران ریکارڈ کئے گئے اضافہ کے متعلق عہدیداروں کا کہنا ہے کہ گذشتہ کئی برسوں کے بعد اندرون ایک سال اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں اس قدر اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق پیاز کی قیمتوں میں 97.8 فیصد کا اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے جبکہ شکر کی قیمت میں سال گذشتہ کے مقابلہ 23.4 فیصد کا اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ اسی طرح تیل کی قیمتوں میں مجموعی طور پر 16.9 فیصد کا اضافہ ریکارڈ کیا جانے لگا ہے جبکہ ’گڑ‘ کی قیمتوں میں بھی 15 فیصد سے زیادہ کا اضافہ ریکارڈ کیا جارہا ہے۔ تور کی دال کی قیمت میں 13.5 فیصد‘ مرچ کی قیمت میں 11.5 فیصد کے علاوہ چاول کی قیمتوں میں 10 تا 20 فیصد کا اضافہ ریکارڈ کیا جارہا ہے۔ شہر حیدرا? باد میں اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں عین تہواروں کے قریب ریکارڈ کئے جانے والے اضافہ کے دوران شہریوں میں تشویش پائی جانے لگی ہے کیونکہ تہوار کے دوران ہونے والے اخراجات کے سبب گھریلو بجٹ درہم برہم ہونے لگا ہے اور اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں ریکارڈ کئے جانے والے اضافہ میں ا? ئندہ دنوں کے دوران کمی کے بھی کوئی امکانات نہ ہونے کا خدشہ شہریوں کو مشکلات سے دوچار کرنے لگا ہے۔ چاول کی قیمتوں میں ریکارڈ کئے جانے والے اضافہ کے سلسلہ میں تھوک تاجرین اور مل مالکان کا کہنا ہے کہ پیداوار میں قلت اور مساوی سربراہی نہ ہونے کے نتیجہ میں چاول کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ ریکارڈ کیا جانے لگا ہے اور نفیس معیاری چاول کی قیمت 90 تا 95 روپئے فی کیلو تک پہنچ چکی ہے جبکہ خوردنی تیل کی قیمتوں میں بھی زبردست اچھال ریکارڈ کیا جارہا ہے۔ گذشتہ دنوں تلنگانہ وجئے ڈیری نے دودھ کی قیمت میں 2 روپئے فی لیٹر کا اضافہ کیا ہے اور اب دیگر ڈیری کمپنیاں اضافہ کا جائزہ لے رہی ہیں۔

الیکشن کمیشن کے خلاف چارمینار کے قریب احتجاج کو پولیس نے روک دیا

ترنگا لہرانے کی مہم کسی اور مقام پر منتقل کرنے کی ہدایت

حیدرآباد۔ ملک بھر میں جاری الیکشن کمیشن ا? ف انڈیا کے خلاف احتجاج کے دوران تاریخی چارمینار پر احتجاج کی کوشش کو پولیس نے ناکام بنادیا۔ محکمہ پولیس نے تاریخی چارمینار کے دامن میں ترنگا لہرانے کے لئے پہنچے نوجوانوں کو روکتے ہوئے انہیں کسی اور مقام پر اپنے پروگرام کو منتقل کرنے کی ہدایت دی تاکہ کسی بھی طرح کا نقص امن پیدا نہ ہو۔ کاکروچ جنتا پارٹی نے گذشتہ یوم ملک بھر میں ترنگا لہرانے کا اعلان کرتے ہوئے ہندستان کے مختلف مقامات پر احتجاج منظّم کیا تھا لیکن چارمینار کے دامن میں احتجاجی پروگرام کی اجازت نہ لئے جانے کا دعویٰ کرتے ہوئے پولیس نے اس پروگرام کو روکتے ہوئے نوجوانوں کو وہاں سے ہٹادیا۔ تلنگانہ کاکروچ پارٹی کے ذمہ داروں نے ریاست میں کانگریس کی زیر قیادت حکومت کے تحت خدمات انجام دینے والی پولیس کی جانب سے ترنگا لہرانے کے پروگرام کو انجام دینے سے روکنے پر شدید ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں تمام اپوزیشن جماعتیں الیکشن کمیشن ا? ف انڈیا کے خلاف جاری ہر احتجاج کو ’ایک‘ احتجاج قرار دیئے جانے کے باوجود تلنگانہ میں حیدرا? باد پولیس انتظامیہ کی جانب سے ترنگا لہرانے کو روکا جارہا ہے جو کہ افسوسناک ہے۔ دہلی‘ ممبئی‘ بنگلورو کے علاوہ ملک کے دیگر بڑے شہروں میں کانگریس کی طلبہ تنظیموں نے بھی ’ترنگا لہرانے‘ کے پروگرام میں حصہ لیتے ہوئے اس پروگرام کو کامیاب بنایا لیکن ریاست میں کانگریس کے اقتدار کے باوجود ترنگا لہرانے سے روک دیئے جانے پر مختلف گوشوں سے تنقید کی جانے لگی ہے اور الزام عائد کیا جارہا ہے کہ ریاستی حکومت امن وضبط کے نام پر جہدکاروں اور ہندستانی شہریوں کے حق اظہار خیال کی ا? زادی پر حملہ کرنے کی مرتکب بن رہی ہے جبکہ پولیس اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ امن وضبط کی برقراری کو یقینی بنانے

شمس بھونگیری کی خصوصی رپورٹ ریاض سعودی عرب سے

ریاض کے علاقے ’حارہ‘ (Hara) میں ’کنگز فیملی ریسٹورنٹ اینڈ بینکوئٹ ہال‘ کی شاندار افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب میں مہمانِ خصوصی انجینئر ضیغم خان (کنوینر، آل انڈیا اسٹیئرنگ کمیٹی، ریاض) اور مہمانِ اعزاز جناب محمد رفیق (چیئرمین، ممتاز گروپ آف ریسٹورنٹس) اور جناب۔ احمد الغامدی (کفیل) نے شرکت کی اس موقع پر جناب اویس اور جناب اسد نے تمام مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ انکا تہے دل شکریہ ادا کیا تقریب میں مالکان —— جناب اویس (کپتان، ٹیم چیلنجرز، ڈبلیو پی ایل لیگ) اور جناب اسد (یونیک گروپ، ریاض) —— کے دوستوں کی بڑی تعداد کے ساتھ ساتھ ریاض کی کئی ممتاز شخصیات اور کاروباری حضرات بھی شریک ہوئے۔ جبیل سے جناب عارف خان اور ان کے ساتھیوں نے بھی شرکت کی۔ اور دوستوں کی کافی تعدات مالکان پھولوں کے گلدستے پیش کر کے اور شالیں اوڑھا کر مبارکبادی کے سات کافی دعائیں دی۔ افتتاحی تقریب میں 300 سے زائد افراد نے شرکت کی؛ شرکاء کی یہ بڑی تعداد مالکان کے وسیع اور خوشگوار سماجی تعلقات کی عکاس ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کاروباری منصوبے میں بھرپور کامیابی عطا فرمائے۔

Editor Printer, Publisher & Owner by MOHD ATHER RAHEEM Published from FALAKNUMA NEWS Urdu Weekly 19-4-276/5/A
Flat No 502.5th Floor Lakeview Residency,Baquar Nagar,BNK Colony,Miralam Tank Hyderabad 500 064. Printed at RIYAZ PRINTING PRESS
#22-8-161 Behind Nayaab Hotel Chatta Bazar,Hyderabad-500002 Telangana.Head Office Contact No.04045375318,www.falaknumanews.in